



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ

سب سے بڑے اللہ کیلئے ہیں جو پلنے والا اس کے جہان کا ہے بے حد مہربان

الرَّحِيمِ ۝ يَوْمَ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

نہایت رحم والا مالک روز جزا کا ہے تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں

وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ

اوجھی سے مدد چاہتے ہیں وہ بتلا ہم کو

الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

سیدھی راہ اُن لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا ہے

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے ہیں

مآذِل

نازبانوں سے علیحدگی میسر ہو اس سورت کے اول نصف میں اللہ تعالیٰ کی ثنا و صفت اور دوسرے حصہ میں بندہ کے لئے دعا ہے۔ فائدہ غیر المغضوب علیہ الذین کا بدل ہو یا اس کی صفت ہے اس لئے اس کے مناسب ترجمہ کیا گیا۔ بعض تراجم دہلوی میں جو اس کا ترجمہ کیا ہے خلاف ترکیب خلافت مقصود ہے۔

۱۔ دُعا اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور رحیم میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے ترجمہ میں ان سب باتوں کا لحاظ ہے۔

۲۔ یعنی سب تو بے گناہیوں سے عمدہ اقل سے آخر تک جو ہوئی ہیں اور جو ہوگی خدا ہی کو لائق ہیں۔ کیونکہ ہر نعمت اور ہر چیز کا پیدا کرنا والا اور عطا کرنے والا وہی ہے خواہ بلا واسطہ عطا فرمائے یا بواسطہ جیسے دھوپ کی وجہ سے اگر کسی کو حرارت یا نور پہنچے تو حقیقت میں آفتاب کا فیض ہے۔ شعر

حمد را با تو نیست مست دست برد رہد رفت برد دست

تو اب اس کا یہ ترجمہ کرنا کہ رحیم طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے بڑی کوتاہی کی بات ہے جس کو اہل فہم خوب سمجھتے ہیں۔

۳۔ مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لئے اس کی جمع نہیں لاتے۔ مگر آیت میں عالم سے مراد ہر جنس (مثلاً عالم جن، عالم ملک، عالم انس وغیرہ وغیرہ) ہیں۔ اس لئے جمع لائے تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے۔

۴۔ اس کے خاص کرنے کی اول وجہ تو یہی ہے کہ اس دن بڑے بڑے امور پیش آئیں گے ایسا خوفناک روز جو نہ پہلے ہوا نہ آگے کو ہوگا دوسرے

اس روز ہجر ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی کو ملک نہ حکومت ظاہری بھی تو نصیب نہ ہوگی لیکن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔

۵۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

۶۔ جن پر انعام کیا گیا وہ چار فرقے ہیں نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کلام اللہ میں دوسرے موقع پر اس کی تصریح ہے واللہ اعلم

۷۔ علیہم سے یہود اور صالحین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ دیگر آیات و روایات اس پر شاہد ہیں اور صراط مستقیم سے محرومی کل دو طرح پر

ہوتی ہے۔ عدم علم یا جان بوجھ کر کوئی فرقہ گمراہ اگلا پھیلانا دوسرے خارج نہیں ہو سکتا سونصاریٰ تو جو اول میں اور یہود دوسری میں

ممتاز ہیں۔

۸۔ یہ سورت خدا تعالیٰ نے بندوں کی زبان کو فرمائی کہ جب ہمارے دربار میں حاضر ہو تو ہم سے یوں سوال کیا کرو اس لئے اس سورت کا ایک نام تعلیم مسئلہ بھی ہے۔ اس سورت کے ختم پر لفظ آمین کہنا مستحسن ہے اور یہ لفظ قرآن شریف سے خارج ہے یعنی اس لفظ کے یہ ہیں کہ الہی ایسا ہی ہو یعنی مقبول بندوں کی پیروی اور

الذین

یعنی

۱۔ یعنی اہل ایمان کے دلوں کو وہ مذکورہ بالا دنیا میں ان کو ہدایت نصیب ہوئی اور آخرت میں ان کو طرح کی مراد ملے گی جس سے معلوم ہو گیا کہ جو نعمت ایمان اور اعمال حسنہ سے محروم ہے ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہیں اب ان دونوں فزین مومنین سے فارغ ہو کر اس کے آگے کفار کی حالت بیان کی جاتی ہے۔

۲۔ ان کفار سے خاص وہ لوگ مراد ہیں جن کے لئے کفر مقرر ہو چکا اور دولت ایمان سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے (جیسے اوجہل ابولسب وغیرہ) درنظر ہے کہ بہتے لوگ جو کافر تھے مشرب اسلام آئے اور ہوتے رہتے ہیں۔

۳۔ انکے دلوں پر مرکوری (یعنی حق بات کو نہیں سمجھتے) اور کانوں پر مرکوری (یعنی سچی بات کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے) اور آنکھوں پر پردہ ہے (یعنی راہ حق کو نہیں دیکھتے) کفار کا یہاں ختم ہو گیا اب منافقوں کا حال اس کے بعد تیرا آیتوں میں ذکر کیا جاتا ہے۔

۴۔ یعنی دل سے ایمان نہیں لائے جو حقیقت میں ایمان ہے صرف زبان سے فریب دینے کے لئے اظہار ایمان کرتے ہیں۔

۵۔ یعنی ان کی فریب بازی بخدا کے لئے تعالیٰ کے اوپر چل سکتی ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اور مومنین پر کفر حق تعالیٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرآن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرمادیتا ہے بلکہ ان کی فریب بازی کو دبا ل اور اس کی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے اگر غور کریں تو سمجھ لیں کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے حضرت شاہ قاضی قدس سرہ (شاہ عبدالقادر صاحب) کے فہم کی نزاکت ہے کہ یہاں پیش کردہ کا ظاہر ترجمہ چھوڑ کر اسکا ترجمہ بوجھنا یہی سوچنا چاہیے۔

۶۔ یعنی انکے دلوں میں اتفاق اور دین اسلام سے نفرت اور مسلمانوں سے حسد اور غدا یہ مرض پہلے سے موجود تھے اب نزول قرآن اور ظہور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ترقی و نصرت اہل اسلام کو دیکھ کر ان کی وہ بیماری اور بڑھ گئی۔

۷۔ اس جھوٹ کہنے سے وہی اسلام کا جھوٹا دعویٰ امتنا باللہ و بالیوم الآخر مراد ہے جو اوپر گزر چکا یعنی عذاب الیم حقیقت میں ان کے اتفاق کی سزا ہے نہ مطلق جھوٹ بولنے کی حضرت شاہ صاحب کو اسی باریک فراق پر متنبہ فرمانظر ہے جو ممکن ہوں گا ترجمہ جھوٹ بولنے کی جگہ "جھوٹ کہنا" فرماتے ہیں۔

۸۔ خلاصہ یہ ہے کہ منافقین بچدو جو خدا بھیلاتے تھے اول تو خواہش نفسانی سے منہمک تھے اور انقاد احکام شرع سے کامل اور متنفذ تھے، دوسرے مسلمانوں اور کافروں دونوں کے پاس آتے جاتے تھے اور اپنی قدر و منزلت بڑھانے کو ہر ایک کی باتیں دوسروں تک پہنچاتے جاتے تھے، تیسرے کفار سے نہایت مدارات و مخالطت سے پیش آتے تھے۔ اور امور دین کی مخالفت پر کفار پر اسلام زاحمت نہ کرتے تھے اور کفار کے اعتراضات و شبہات کو جو دین کی باتوں پر ہوتے تھے مسلمانوں کے رد و برقتل کرتے تھے تاکہ ضعیف الاعتقاد اور ضعیف الفہم احکام شرعی میں تردد ہو جائیں اور جب کوئی ان فسادات سے ان کو منع کرنا تو جواب دیتے تھے کہ تم تو اصلاح کرنے والے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمام قوم اور ملک مثل زمانہ سابق شریعت ہو کر رہیں اور دین جدید کی وجہ سے جو مخالفت بڑھ گئی ہے بالکل جاتی رہے چنانچہ ہر زمانہ میں دنیا طلب ہو پرست ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

۹۔ یعنی اصلاح تو حقیقت میں یہ ہے کہ دین حق جملہ ایمان پر غالب ہو اور جملہ اغراض و منافع دنیوی سے احکام شرعی کی رعایت زیادہ کی جائے اور دربارہ دین کسی کی مخالفت و مخالطت کی پروا نہ ہو۔

۱۰۔ "خاک بر دلدار بی اغیار پاش" منافقین بھیلہ مصالحت و مصلحت اندیشی جو کچھ کرتے ہیں وہ حقیقت میں فساد محض ہے مگر ان کو اس کا شعور نہیں۔

۱۱۔ یعنی اپنے دلوں میں یہ کہتے تھے یا آپس میں یا ان ضلعائے مسلمین سے جو کسی وجہ سے ان کے راز دارین رہے تھے۔

۱۲۔ سہارا کہا جاتا ہے مسلمانوں کو کہ احکام خداوندی پر دل سے ایسے قرار دے کہ لوگوں کی مخالفت اور اس کے نتائج بد سے اور انقلاب زمانہ کی مضرت گونا گوں سے اپنا بچاؤ نہ کرے تھے بخلاف منافقین کے کہ مسلمانوں و کفار سب سے ظاہر نہ کرنا تھا اور اغراض نفسانی کے سبب آخرت کا کچھ فکر نہ تھا مصلحت بینی اس درجہ غالب تھی کہ ایمان و پابندی احکام شرع کی ضرورت سمجھتے تھے فقط دعویٰ زبانی اور ضروری ایمان مجبوری ادا کر لینے پر قناعت تھی۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱﴾

وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی ہیں مرا کو پہنچنے والے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنذِرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ

بیشک جو لوگ کافر ہو چکے برابر ہے ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ

ایمان نہ لائیں گے وہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور انکی

أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ

آنکھوں پر پردہ ہے وہ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں

مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَهُمْ يَكْفُرُونَ ﴿۴﴾

جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور وہ ہرگز مومن نہیں

يُخَدِّعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يُخَدِّعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا

دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے اور دراصل کسی کو دغا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں

يَشْعُرُونَ ﴿۵﴾ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ

سوچتے وہ ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر بڑھادی اللہ نے ان کی بیماری وہ اور انکے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶﴾ يَمَّا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿۷﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا

عذاب دردناک ہے اس بات پر کہ جھوٹ کہتے تھے وہ اور جب کہا جاتا ہے ان کو فساد نہ ڈالو

فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿۸﴾ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ

ملک میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں وہ جان لو وہی ہیں

الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۹﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا

خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے وہ اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ

كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنْتُمْ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ﴿۱۰﴾ أَلَا إِنَّهُمْ

جس طرح ایمان لائے سب لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف وہ جان لو وہی ہیں

اور گویا بھی ہو وہ کس طرح راہ پر آئے صرف اندھا ہونے کو کسی کو بچائے یا کسی کی بات سے قواب ان سے ہر کوئی توقع نہیں کر سکتا یہی ہے حق کی طرف لوٹیں۔

وہ دوسری مثل ان منافقین کی ان لوگوں کی سی ہے کہ ان پر آسمان سے میز شیت کے ساتھ پڑا ہوا کوئی طرح کی تاریکی اس میں ہو مثلاً ابدل بھی تو رہت غلط و کثیف ہے اور قطراتِ ابر کی بھی بہت کثرت اور ہجوم ہے اور رات بھی اندھیری ہے اور تاریکی شدید کے ساتھ بجلی کی کوکھ اور چمک بھی ایسی ہولناک ہے کہ وہ لوگ موت کے خوف سے کانٹہ نہیں اٹھا لیتے ہیں کہ آواز کی شدت کے مرنے لگ جائے۔ اسی طرح یہ منافقین و ہمدیدات شرعیہ کو سن کر اور اپنی خولری و رسوائی کو دیکھ کر اور اغراض و مصالح دنیوی کو خیال کر کر عجب کٹکٹاش اور خوف و پریشانی میں مبتلا ہیں اور اپنی ہیوڑ فریروں سے اپنا بھاؤ گزرتا جاتے ہیں۔ مگر حق تعالیٰ کی قدرت سب طرف سے کھار کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس کی گرفت و عذاب سے وہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔

ول حاصل یہ ہے کہ منافقین اپنی ضلالت اور ظلماتی خیال میں مبتلا ہیں لیکن جب غلہ نور اسلام اور ظہور معجزات تو یہ دیکھتے ہیں اور تاکید و تہدید شرعی سنتے ہیں تو متنبہ ہو کر ظاہر میں مستقیم کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب کوئی اذیت و مشقت ذہنی نظر آتی ہے تو کفر پر اڑ جاتے ہیں جیسے شدت باران اور تاریکی میں بجلی چلی تو قدم رکھ دیتا پھر گھومتے ہوئے مگر چونکہ اس کو سب کا علم ہے اور اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں تو ایسے جیلوں اور بندیوں سے کیا کام کل سکتا ہے۔

فائدہ سورۃ کے اول سے یہاں تک تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اول یمنوں کا پھر کافروں کا (جن کے دلوں پر مہر ہے کہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے تیسرے منافقوں کا) (جو دیکھتے ہیں مسلمان ہیں مگر دل ان کا ایک طرف نہیں)

اب سب بندوں کو مومن ہوں یا کافر یا منافق خطاب فرما کر تو حید جناب باری تمجید جاتی ہے جو ایمان کے لئے اصل الاصول ہے خلاصہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو پیدا کیا اور تمہاری ضروریات اور کل تک کو بنایا۔ پھر اس کو چھوڑ کر دیو سے کو عبود بنانا جو تم کو نفع پہنچا سکے نہ مضرت (جیسے بخت) اس قدر حق اور رحمت ہے حالانکہ تم بھی جانتے ہو کہ اس جیسا کوئی نہیں۔

یہ بات گزرنی ہے کہ اس کلام پاک میں شبہ کی وجہ یا یہ ہو سکتی تھی کہ اس کلام میں کوئی بات کہنے کی ہو سو اس کے دفعیہ کے لئے لا ریب فیہ فرمایا ہے اور یا یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی کے دل میں ایسی کوتاہی ہو کہ زیادت عناد سے شبہ پیدا ہو تو صورت ہو کہ کلام جو چوتھی تو اس کے رفع کرنے کی عمدہ اور سہل صورت بیان فرمادی کہ اگر تم کو اس کلام کے کلام بشری ہونے کا خیال ہے تو تم بھی تو ایک سورۃ ایسی فصیح و بلیغ بین آیت کی مقدار بنا دو یا کھو اور جب تم باوجود کمال فصاحت و بلاغت چھوٹی سی سورۃ کے مقابل سے بھی عاجز ہو جاؤ تو پھر سمجھ لو کہ اللہ کا کلام ہے کسی بندہ کا نہیں، اس آیت میں آپ کی نبوت کو مدلل فرمادیا۔

یہ یعنی اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ بندے کا کلام ہے تو جس قدر قابل اور شاعر اور فصحاء و ملغنا موجود ہیں خدا نے تعالیٰ کے سوا سب سے مدد لے کر یہی ایک چھوٹی سی سورۃ ایسی بنا لاؤ یا یہ مطلب ہے کہ خداوند کریم کے سوا تمہارے جتنے معبود ہیں سب سے تضرع اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا مانگو کہ اس مشکل بات میں تمہاری کچھ مدد کریں۔

پھر اس پر بھی اگر تم ایسی ایک سورۃ بنا سکو اور یہ بات یقینی ہو کہ ہرگز نہ بنا سکو گے تو پھر ڈرو اور بچو نارہ روز سے جو سب آگوں سے تیز ہے اس کا بندن کافر اور پھر جن کی تم پرستش کرتے ہو اور بچنے کی صورت یہی ہے کہ کلام الہی پر ایمان لاؤ اور وہ آگ کافروں کے واسطے تیار کی ہوئی ہے جو کہ قرآن شریف اور نبی کریم کو جھوٹا بتلاتے ہیں۔

جنت کے میوے دنیا کے میووں سے شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے مگر لذت میں زمین و آسمان کا فرق ہو گا یا جنت کے میوے باہم ایک شکل و صورت کے ہوں گے اور مزا جدا جدا ہو جب کسی میوے کو دیکھیں گے تو کہیں گے وہی قسم ہے جو پہلے دنیا میں یا جنت میں کھا چکے ہیں۔ اور دیکھیں گے تو مزا اور ہی پائیں گے۔

ول حاصل یہ ہے کہ منافقین اپنی ضلالت اور ظلماتی خیال میں مبتلا ہیں لیکن جب غلہ نور اسلام اور ظہور معجزات تو یہ دیکھتے ہیں اور تاکید و تہدید شرعی سنتے ہیں تو متنبہ ہو کر ظاہر میں مستقیم کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب کوئی اذیت و مشقت ذہنی نظر آتی ہے تو کفر پر اڑ جاتے ہیں جیسے شدت باران اور تاریکی میں بجلی چلی تو قدم رکھ دیتا پھر گھومتے ہوئے مگر چونکہ اس کو سب کا علم ہے اور اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں تو ایسے جیلوں اور بندیوں سے کیا کام کل سکتا ہے۔

فائدہ سورۃ کے اول سے یہاں تک تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اول یمنوں کا پھر کافروں کا (جن کے دلوں پر مہر ہے کہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے تیسرے منافقوں کا) (جو دیکھتے ہیں مسلمان ہیں مگر دل ان کا ایک طرف نہیں)

اب سب بندوں کو مومن ہوں یا کافر یا منافق خطاب فرما کر تو حید جناب باری تمجید جاتی ہے جو ایمان کے لئے اصل الاصول ہے خلاصہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو پیدا کیا اور تمہاری ضروریات اور کل تک کو بنایا۔ پھر اس کو چھوڑ کر دیو سے کو عبود بنانا جو تم کو نفع پہنچا سکے نہ مضرت (جیسے بخت) اس قدر حق اور رحمت ہے حالانکہ تم بھی جانتے ہو کہ اس جیسا کوئی نہیں۔

یہ بات گزرنی ہے کہ اس کلام پاک میں شبہ کی وجہ یا یہ ہو سکتی تھی کہ اس کلام میں کوئی بات کہنے کی ہو سو اس کے دفعیہ کے لئے لا ریب فیہ فرمایا ہے اور یا یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی کے دل میں ایسی کوتاہی ہو کہ زیادت عناد سے شبہ پیدا ہو تو صورت ہو کہ کلام جو چوتھی تو اس کے رفع کرنے کی عمدہ اور سہل صورت بیان فرمادی کہ اگر تم کو اس کلام کے کلام بشری ہونے کا خیال ہے تو تم بھی تو ایک سورۃ ایسی فصیح و بلیغ بین آیت کی مقدار بنا دو یا کھو اور جب تم باوجود کمال فصاحت و بلاغت چھوٹی سی سورۃ کے مقابل سے بھی عاجز ہو جاؤ تو پھر سمجھ لو کہ اللہ کا کلام ہے کسی بندہ کا نہیں، اس آیت میں آپ کی نبوت کو مدلل فرمادیا۔

یہ یعنی اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ بندے کا کلام ہے تو جس قدر قابل اور شاعر اور فصحاء و ملغنا موجود ہیں خدا نے تعالیٰ کے سوا سب سے مدد لے کر یہی ایک چھوٹی سی سورۃ ایسی بنا لاؤ یا یہ مطلب ہے کہ خداوند کریم کے سوا تمہارے جتنے معبود ہیں سب سے تضرع اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا مانگو کہ اس مشکل بات میں تمہاری کچھ مدد کریں۔

پھر اس پر بھی اگر تم ایسی ایک سورۃ بنا سکو اور یہ بات یقینی ہو کہ ہرگز نہ بنا سکو گے تو پھر ڈرو اور بچو نارہ روز سے جو سب آگوں سے تیز ہے اس کا بندن کافر اور پھر جن کی تم پرستش کرتے ہو اور بچنے کی صورت یہی ہے کہ کلام الہی پر ایمان لاؤ اور وہ آگ کافروں کے واسطے تیار کی ہوئی ہے جو کہ قرآن شریف اور نبی کریم کو جھوٹا بتلاتے ہیں۔

جنت کے میوے دنیا کے میووں سے شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے مگر لذت میں زمین و آسمان کا فرق ہو گا یا جنت کے میوے باہم ایک شکل و صورت کے ہوں گے اور مزا جدا جدا ہو جب کسی میوے کو دیکھیں گے تو کہیں گے وہی قسم ہے جو پہلے دنیا میں یا جنت میں کھا چکے ہیں۔ اور دیکھیں گے تو مزا اور ہی پائیں گے۔

جنت کے میوے دنیا کے میووں سے شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے مگر لذت میں زمین و آسمان کا فرق ہو گا یا جنت کے میوے باہم ایک شکل و صورت کے ہوں گے اور مزا جدا جدا ہو جب کسی میوے کو دیکھیں گے تو کہیں گے وہی قسم ہے جو پہلے دنیا میں یا جنت میں کھا چکے ہیں۔ اور دیکھیں گے تو مزا اور ہی پائیں گے۔

جنت کے میوے دنیا کے میووں سے شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے مگر لذت میں زمین و آسمان کا فرق ہو گا یا جنت کے میوے باہم ایک شکل و صورت کے ہوں گے اور مزا جدا جدا ہو جب کسی میوے کو دیکھیں گے تو کہیں گے وہی قسم ہے جو پہلے دنیا میں یا جنت میں کھا چکے ہیں۔ اور دیکھیں گے تو مزا اور ہی پائیں گے۔

فل جنت کی عورتیں نجاسات ظاہر و باطنہ (اخلاق و ذمہ) سے سبک پاک و صاف ہو گئی فائدہ یہاں تک تین چیزیں جن کا جاننا ضروری تھا بیان فرمائیں اول بسدا یعنی ہم کہاں سے آئے اور کیا تھے دوسرے معاش اگر کیا کھاتیں اور کہاں (تیسرے معاد کو کہاں لایا گیا ہے) فل اس آیت میں اس ماضی کا جواب دیا گیا ہے جو کفار کے طرف سے پہلی آیت پر جو غلط اصول کا یہ ہے کہ جب چھوٹی سی سورت بھی اس کلام جیسی ان سے نہ ہو سکتی جس سے اس کلام الہی ہونا ثابت ہو چکا تو کفار نے کہا ہر چند ہم اس کلام کے مقابلہ سے عاجز ہیں مگر ہم دوسری ذیل سے اس کلام الہی نہ ہونا اور کلام بشری ہونا ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ بڑے بزرگ عظیم الشان اپنے کلام میں ذلیل و حقیر چیزوں کے ذکر سے انتساب کیا کرتے ہیں جن تعالیٰ جو سب بزرگوں سے برتر اور اعظم ہے اس نے کیسے اپنے کلام میں حقیر اور ذلیل کا ذکر فرمایا اس ماضی کا جواب دیا گیا کہ اس

میں کوئی شرم اور عار کی بات نہیں کہ حق تعالیٰ مجھے یا اس سے بڑی چیز مثل مکھی اور مکڑی کی مثال بیان فرمائے کیونکہ مثال سے تو توفیق و تفصیل مثل لڑکی مطلوب ہوتی ہے حقارت اور غفلت سے کیا بحث اور یہ مطلوب جہی حاصل ہوگا کہ مثال اور مثل میں پوری مطابقت ہو مثل حقیر ہوگا تو اس کی مثال بھی حقیر ہونی چاہیئے ورنہ مثل ہی یہودہ بھی جائے گی۔ ہاں اگر تمثیل میں یہ ہوگا کہ مثال اور مثال دینے والے میں مواظقت ضروری ہوتی تو بے وقوفوں کا یہ اعتراض حل ہو سکتا، مگر اس کا کوئی جواب بھی قائل نہ ہوگا اور تورات و انجیل و کلام حکماء و فلاطین میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ اس کے خلاف کہ انکافار کی حماقت اور عناد کی بات ہے اور غافلوں کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حقیر سے حقارت اور جھوٹائی میں زیادہ ہو پھر حقیر کے بازو کو بعض احادیث میں اس کو دنیا کی تمثیل میں ذکر فرمایا ہے۔

فل یعنی ایمان والے تو ان مثالوں کو حق اور مفید سمجھتے ہیں اور کفار بطور تحقیر کہتے ہیں کہ ایسی حقیر مثالوں سے خدا کی مراد اور غرض کیا ہوگی، جواب دیا گیا کہ اس کلام سر پایا ہدایت سے بہتیروں کو گمراہی میں ڈالنا اور بہتیروں کو راہ راست دکھانا منظور ہے یعنی اہل حق اور اہل باطل میں تمیز تمام منظور ہے جو نہایت مفید اور ضروری ہے۔

فل جیسے قطع رحم کرنا، انبیاء اور علماء اور واعظین، اور مؤمنین اور نماز اور دیگر عبادت اور خیر سے اعراض کرنا۔

فل فساد سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان سے نفرت دلاتے تھے اور مخالفان اسلام کو و غلام مسلمانوں سے مقابلہ کرکرتے تھے اور حضرات صحابہ و صلحاء اُمت کے عیوب نکال کر تشہیر کرتے تھے تاکہ آپ کی اور دین اسلام کی بے وقعتی لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے۔ اور مسلمانوں کا راز مخالفوں تک پہنچاتے تھے اور طرح طرح کی رسوم و بدعات خلاف طریقہ اسلام پھیلانے میں سعی کرتے تھے۔

فل مطلب یہ ہے کہ ان حرکات ناشائستہ سے اپنا ہی کچھ کھوٹے ہیں، تو دین اسلام اور تحقیر صلحاء اُمت کچھ بھی نہ ہو سکتی۔

فل یعنی اجسام بے جان کہ جس و حرکت کچھ نہ تھی۔ اول عناصر تھے اس کے بعد والدین کی غذا بنے، پھر لفظ، پھر خون، پھر پھر گوشت۔

فل یعنی حالات سالیقہ کے بعد نفخ روح کیا گیا جس سے ہر دم مادر اور اس کے بعد دنیا میں زندہ رہا۔

فل یعنی قیامت کو زندہ کئے جاوے گے حساب لینے کے واسطے۔ فل یعنی قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے مہربان و صاحب و کتاب کے واسطے کھڑے کئے جاوے گے، سو اب انصاف کرو کہ جب تم اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مہزون ہو اور ہر حالت اور حاجت میں اس کے محتاج اور اس کے متوقع ہو۔ پھر اس پر بھی کفر کرنا اور اس کی نافرمانی کرنا کس قدر عجیب خیر امر ہے۔ فل اس آیت میں دوسری نعمت بیان فرمائی یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری بقا اور انتفاع کے لئے زمین میں ہر طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں، مطعومات اور مشروبات اور طبوسات اور ہر چیز کے لئے آلات و سامان اس کے بعد متعدد آسمان بنائے گئے جس میں تمہارے لئے طرح طرح کے منافع ہیں۔ فل اب ایک بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے جو جملہ آدم پر کی گئی اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش کا قصہ ہے جو تفصیل سے بیان کیا گیا اور ان کو خلیفۃ اللہ بنایا گیا پہلی آیت میں جو خلق لکم ما فی الارض جمیعاً فرمایا تھا اس میں کسی کو انکار پیش آئے تو قصہ حضرت آدم سے اس کا جواب بھی بخوبی ہو گیا۔

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٰۤی اَنْ يُّضْرَبَ مِثْلًا مَّا بَعُوْضُهُ ۚ اَوْدَعُوْہِمْ ہٰمِشَہِیْن گے فل بیشک اللہ شرماتا نہیں اس بات سے کہ میان کرے کوئی مثال مجھ کر

فَاَوْفَوْہَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِیَعْلَمُوْنَ اِنَّہٗ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہُمْ وَاَمَّا یٰۤاِسْ حَیْرَیْ جَو اس سے بڑھ کر ہے فل سوچو لوگ مومن ہیں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ مثال ٹھیک ہے جو نازل ہوئی ان کے رب

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیَقُوْلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِہِذَا مِثْلًا کَمَا یُضِلُّ بِہِہٖہٗ کی طرف سے اور جو کفار ہیں سو کہتے ہیں کیا مطلب تھا اللہ کا اس مثال سے مگر اذکرنا ہے خدا تعالیٰ اس

کَثِیْرًا وَّیُہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیُضِلُّ بِہٖ الْاَفْسَقِیْنَ ۚ الَّذِیْنَ مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت کرتا ہے اس سے بہتیروں کو فل اور گمراہ نہیں کرتا اس میں شے مگر بہ کاذوں کو جو

یَنْقُضُوْنَ عٰہِدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ تَوْرٰتِہٖ میں خدا کے معاہدہ کو مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ نے

بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۙ فرمایا لانے کو فل اور فساد کرتے ہیں ملک میں فل وہی ہیں ٹوٹے والے

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَحَیَّاکُمْ ثُمَّ مِیْتٌکُمْ ثُمَّ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ جَلّٰلَہٗ کا تم کو فل پھر ایسی کی طرف کو لائے جاوے گے فل وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کہ زمین میں ہے

جَمِیْعًا ثُمَّ اَسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوَّہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَہُوَ سب پھر تصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا ان کو سات آسمان اور نہایت عالی

بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی ہر چیز سے خبردار ہے فل اور جب کہامیرے رب نے فرشتوں کو کہیں بنانے والا ہوں

الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۚ قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَیَسْفُکُ زمین میں ایک نائب فل کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اس کو جو فساد کرے اس میں اور خون

مازل

فل یعنی جب دنیا میں وقت مرنے کا آئے گا۔ فل یعنی قیامت کو زندہ کئے جاوے گے حساب لینے کے واسطے۔ فل یعنی قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے مہربان و صاحب و کتاب کے واسطے کھڑے کئے جاوے گے، سو اب انصاف کرو کہ جب تم اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مہزون ہو اور ہر حالت اور حاجت میں اس کے محتاج اور اس کے متوقع ہو۔ پھر اس پر بھی کفر کرنا اور اس کی نافرمانی کرنا کس قدر عجیب خیر امر ہے۔ فل اس آیت میں دوسری نعمت بیان فرمائی یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری بقا اور انتفاع کے لئے زمین میں ہر طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں، مطعومات اور مشروبات اور طبوسات اور ہر چیز کے لئے آلات و سامان اس کے بعد متعدد آسمان بنائے گئے جس میں تمہارے لئے طرح طرح کے منافع ہیں۔ فل اب ایک بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے جو جملہ آدم پر کی گئی اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش کا قصہ ہے جو تفصیل سے بیان کیا گیا اور ان کو خلیفۃ اللہ بنایا گیا پہلی آیت میں جو خلق لکم ما فی الارض جمیعاً فرمایا تھا اس میں کسی کو انکار پیش آئے تو قصہ حضرت آدم سے اس کا جواب بھی بخوبی ہو گیا۔

فل ملائکہ کو جب یہ خیال ہوا کہ ایسی مخلوق کہ جس میں مفسد اور خوریز تک ہوں گے ہم ایسے مطیع اور فرمانبردار کے ہوتے ان کو خلیفہ بنانا اس کی وجہ کیا ہوگی؟ تو بلاطریق استفادہ یہ سوال کیا۔ اعتراض ہرگز نہ تھا رہا یہ امر کہ ملائکہ کو نبی آدم کا حال کیونکر معلوم ہوا، اس میں بہت سے احتمال ہیں۔ جتنا پر قیاس کیا یا حق تعالیٰ نے پہلے بتا دیا تھا یا لوح محفوظ پر لکھا دیکھا۔ یا سمجھ گئے کہ حاکم و خلیفہ کی ضرورت تھی، ہوگی جب ظلم و فساد ہو گیا حضرت آدم کے قابل کو دیکھ کر بطور قیافہ سمجھ گئے ہوں جیسا ابلیس نے حضرت آدم کو دیکھ کر کہا تھا کہ بھول ہو گئے، اور ایسا ہی ہوا۔

فل فرشتوں کو سر و دست بالا جمال یہ جواب دیا گیا کہ ہم خوب جانتے ہیں اُس کے سپرد کرنے میں جو حکمتیں ہیں ہم کو ابھی تک وہ حکمتیں معلوم نہیں ورنہ اس کی خلاف ورزی اور افضلیت میں شبہ نہ کرتے۔

فل خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو سر ایک چیز کا نام مع اس کی حقیقت اور خاصیت کے اور رفع اور نقصان کے تعلیم فرمایا اور علم ان کے دل میں بلا واسطہ کلام اللہ کر دیا کیونکہ بدون اس کمال علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیونکر ممکن ہے اس کے بعد ملائکہ کو اس حکمت پر مطلع کرنے کی وجہ سے ملائکہ سے امور مذکورہ کا سوال کیا گیا کہ اگر تم اپنی اس بات میں کرم کا خلاف انجام دے سکتے ہو، پیچھے ہٹو تو ان چیزوں کے نام و احوال بتاؤ لیکن انہوں نے اپنے عجز و قصور کا اقرار کیا اور خوب سمجھ گئے کہ بدون اس علم عام کے کوئی کار خلافت زمین میں نہیں کر سکتا اور اس علم عام سے قدر ذلیل ہو گا اگر حاصل ہوا بھی تو اتنی بات سے ہم قابل خلافت نہیں ہو سکتے۔ یہ سمجھ کر کہہ اٹھے کہ تیرے علم و حکمت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

البقرة ۲۸

۸

الَّذِينَ آمَنُوا وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۹﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ

ہم اوروں پر بڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو فل فرمایا بیشک مجھ کو

لا تعلمون ﴿۲۸﴾ وعلم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة فقال انبئوني باسماء هؤلاء ان كنتم صادقين ﴿۲۹﴾ قالوا سبحانك

معلوم ہے جو تم نہیں جانتے فل اور سکھادینے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو

فقال انبئوني باسماء هؤلاء ان كنتم صادقين ﴿۲۹﴾ قالوا سبحانك

فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو بولے پاک ہے تو

لَا أَعْلَمُ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۳۰﴾ قَالَ يٰأَدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ

ہم کو معلوم نہیں مگر تم بتاؤ نے ہم کو سکھایا بیشک تو ہی ہے اصل جانتے والا فل فرمایا

يَا أَدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ

اے آدم بتائے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام پھر حجب بنا دیے اس نے ان کے نام فرمایا کیا نہ کہا تھا میں نے

لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۳۱﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ طٰٓئِفًا

تم کو کہیں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو فل اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدے میں گر پڑے

لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۳۱﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ طٰٓئِفًا

مگر شیطان وہ اس نے نہ مانا اور نخر کیا اور تھا وہ کافروں میں کا فل اور ہم نے کہا اے آدم

اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۲﴾ فَازْلَمَهُمُ الشَّيْطَانُ

رہا کہ تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو اور پاس

اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۲﴾ فَازْلَمَهُمُ الشَّيْطَانُ

مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم فل پھر ملا دیا ان کو شیطان نے

عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

اس جگہ سے پھر نکالا ان کو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے فل اور ہم نے کہا تم سب ترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے

مزل ۱

فل اس کے بعد حضرت آدم سے جو تمام اشیائے عالم کی نسبت سوال ہوا اور فرسب امور ملائکہ کو بتا دے کہ وہ بھی سب رنگ رہ گئے، اور حضرت آدم کے حاطہ علمی پر عرش عرش کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ کوہم نہ کہتے تھے کہ تم جملہ مخفی امور آسمان و زمین کے جاننے والے ہیں اور تمہارے دل میں جو باتیں سنو ان میں وہ بھی سب ہم کو معلوم ہیں قائدہ اس سے علمی کی فضیلت عبادت پر ثابت ہوئی دیکھنے عبادت میں ملائکہ اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ معصوم مگر علم میں چونکہ انسان سے کم ہیں اس لئے مرتبہ خلافت انسان ہی کو عطا ہوا اور ملائکہ نے بھی اس کو تسلیم کر لیا اور ہونا بھی بول ہی جاسکتے کیونکہ عبادت کو خاصہ مخلوقات ہے خدا کی صفات نہیں، البتہ خدا تعالیٰ کی صفت اعلیٰ ہے اس لئے قابل خلافت ہی ہونے کیونکہ ہر خلیفہ میں اسے متخلف عنہ کا کمال ہونا ضروری ہے

فل جب حضرت آدم کا خلیفہ ہونا مسلم ہو چکا تو فرشتوں کو اور ان کے ساتھ جنات کو حکم ہوا کہ حضرت آدم کی طرف سجدہ کریں اور ان کو قبلہ سجود بنائیں جیسا مسلمانین اپنا اول و بعد ہدف کر رہے ہیں پھر ارکان دولت کو نذیر پیش کرنے کا حکم کرتے ہیں تاکہ کسی کو سر تابی کی غلبہ میں نہ رہے چنانچہ سب نے تہجد مذکورہ کر دیا اس لئے ابلیس کے کمال سے جنات میں تھا اور ملائکہ کے ساتھ کمال اختلاط رکھتا تھا اور سب اس سرشی کا بہرہ واکریتا چند ہزار سال سے زمین میں متصرف تھے اور آسمان پر بھی جاتے تھے جب ان کا فساد اور خوریز پر بھی تو ملائکہ نے حکم الہی بعض کو قتل کیا اور بعض کو جہنم پہاڑ اور جزائر میں منتشر کر دیا۔ ابلیس ان میں بڑا عالم و عابد تھا اُس نے جنات کے فساد کو اپنی بے لوثی ظاہر کی، فرشتوں کی سفارش سے میریج کیا اور ان ہی میں رہنے لگا اور اس طرح میں کہ تمام جنات کی جگہ اب صرف میں زمین میں متصرف بنایا جاؤں عبادت میں بہمت کو شش کرتا رہا اور خلافت ارض کا خیال پکا ترا جب حکم الہی حضرت آدم کی نسبت خلافت کا ظاہر ہوا تو ابلیس پاپس ہوا اور عبادت ربیانی کے رائے نکال جانے پر جوش حد میں سب کچھ کیا اور ملعون ہوا۔

فل یعنی علم الہی میں پہلے ہی کا فر تھا اور وہ کو گواہ ظاہر ہوا یا بول کہو کہ اب کا فر ہو گیا اس وجہ سے کہ حکم الہی کا بوجہ کبر انکار کیا اور حکم الہی کو خلاف حکمت و مصلحت اور موجب عار سمجھا یہ نہیں کہ فقط سجدہ ہی نہیں کیا۔

فل مشہور ہے کہ وہ درخت گیوں کا تھا یا بقول بعض انگور یا انجیر، یا ترمج وغیرہ کا واللہ اعلم۔

فل کہتے ہیں کہ حضرت آدم اور حوا بہشت میں رہنے لگے اور شیطان کو اُس کی عزت کی جگہ سے نکال دیا، شیطان کو اور سب بڑھا بالا خور و زانیہ سے مل کر بہشت میں گیا اور نبی تو کو طرح طرح سے ایسا بھسلا دیا اور یہ کیا کہ انہوں نے وہ درخت کھالیا اور حضرت آدم کو بھی کھلایا اور ان کو یقین دلا دیا تھا کہ اس کے کھانے سے اللہ کے ہمیشہ کو مقرب ہو جاؤ گے اور حق تعالیٰ نے جو نعمت فرمائی تھی اس کی توجیہ گھڑی۔ یہ کہندہ یہ قصہ مفصل آئے گا۔

فل اس خطائی سزا میں حضرت آدم اور حوا اولاد پیدا ہونے والی تھی سب کی نسبت یہ حکم ہوا کہ بہشت سے زمین پر جا کر رہو۔ باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے جس کی وجہ سے تکلیفیں پیش آئیں گی بہشت دار العصیان اور دار العداوت نہیں۔ ان امور کے مناسب وارزیا ہے جو تمہارے امتحان کے لئے بنایا گیا ہے۔

اس اندیشہ کی گنجائش نہیں کہ شاید یہ ہدایت حق تعالیٰ ہو سلطان کی طرف سے
دھوکہ اور مبالغہ ہو اور نہ وہ اس وجہ سے کہ اُن کے باپ سے بالفعل اشت
چھوٹ گئی تھوڑی ہوں گے کیونکہ ہدایت والوں کو عقرب جنت ملنے
والی ہے اور اگر خوف و حزن آخرت مراد ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ قیامت
کو اہل ہدایت کو نہ خوف ہو گا نہ حزن مگر حزن کا نہ ہونا تو بیشک مسلم لیکن
خوف کی نفی فرماتے رہ رہ کر خلیان ہوتا ہے کہ اُس روز خوف تو حضرت انبیاء
علیہم السلام تک کو ہوگا کوئی بھی خوف سے خالی نہ ہوگا۔ تو بات یہ ہے
کہ خوف و طرح ہوتا ہے کبھی تو خوف کا باعث اور مرج خائف (یعنی
ڈرنے والے) ہیں یا یا جانا ہے جیسے مجرم بادشاہی جو بادشاہ سے ڈرتا
ہے تو موجب خوف مجرم ہے تو مجرم کی طرف رجوع ہوتا ہے اور کبھی مرج
خوف خوف منہ یعنی جس سے ڈرتے ہیں اس میں کوئی امر ہوتا ہے مثلاً اگر
کوئی شخص کسی بادشاہ صاحب جاہ و جلال کے روبرو یا شیر کے روبرو ہو
تو اُس کے خائف ہونے کی یہ وجہ نہیں کہ اُس نے بادشاہ یا شیر کا جرم کیا
ہے بلکہ تہر و جلال سلطانی اور ہیبت اور غضب و درندگی شیر موجب خوف
ہے جس کا مرج ذات سلطانی اور خود شیر ہے۔ آیت سے پہلی قسم کی نفی
ہوتی نہ دوسری قسم کی مثلاً تہر و جہت ہو سکتا تھا کہ لائحہ عملہ کی
جگہ لائحہ فہم یا لایخافون فرماتے۔

وہ اَوَّلِ یٰہِیَا الناس اِجْعِدوا خطب عام تھا اور اُن نعمتوں کا ذکر فرمایا تھا جو ہم نبی آدم پر عام تھیں مثلاً زمین و آسمان و محلّہ شیا کاپید کرنا پھر حضرت آدم کو پیداکر کے اُن کو خلیفہ بنا نا اور برشت میں داخل کرنا وغیرہ۔ اب اُن میں سے خاص بنی اسرائیل کو خطاب کیا گیا۔ اور خاص میں جو وقتاً فوقتاً اُپشت در اُپشت اُن پر بنی حلی آئیں اور انہوں نے جو کچھ ان نعمت کیا اُن سب باتوں کو فصل ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل تمام فرقوں سے نبی آدم میں ممتاز اور اہل علو کتب و نبوت اور انبیاء کو پچھاننے والے سمجھے جاتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پیار ہزار بنی ان میں اُسکے تھے تمام عرب کی نظریں اُن کی طرف تھیں کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں اس لئے ان انعامات اور خیراتیوں کو بطور کے ساتھ ذکر فرمایا کہ شرما کر ایمان لائیں، ورنہ اور لوگ اُن کی حرکات سے واقف ہو کر ان کی بات کا اعتبار نہ کریں اور اسرائیل نام ہے حضرت یعقوب کا، اس کے معنی ہیں عبد اللہ۔

۷ ہزار اول انبیاء اُن میں بھیجے گئے تو بیت وغیرہ کو کتابیں نازل فرمائیں مگر غور سے نجات دہر ملک شام میں تسلط پایا، من و سلوٹی نازل ہوا ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کئے جو زمین میں اور خوارق عادت کسی فرقہ کو نصیب نہیں ہوئیں۔

وہ لوگ شام تمہارے قبضہ میں رہے گا (یعنی اسرائیل نے اس کو قبول کر لیا) میں نے ان کو قتل کیا تو ریت میں جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت میں بنا دیا گیا تھا کہ جو بھی اُسے اگر تو ریت کی بات وادامہ دے تو ریت وغیرہ کتبہ سالفہ کے موافق ہے، ہاں بعض اہل کفر و فتنہ نے بعض آیات قرآنی بھی ہیں مگر اس کو لغو و بطلان کوئی نکتہ نہ تھا ہاں اگر دین ربوہ اور مشرکین کے لئے جو انکار کیا وہ جہل اور بیخبری کے سبب از روایہ کلمہ کے بعض دین میں یا جماعت نماز میں بھی اور یہودی نماز میں نماز بھی ان کے طور پر بعضوں میں جماعت بھی ہو اور کعبہ بھی

اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور رفع اکھانا ہے ایک وقت تک فی پھر سیکھیں آدمی نے

اپنے رب سے چند باتیں پھر متوجہ ہو گیا اللہ اس پر بیشک وہی ہے تو یہ قبول کرے والا مہربان و مہم ہے

علم دیا تجھے جاؤ یہاں سے تم سب کو پھر اگر تم کو سچے میری طرف سے کوئی ہدایت

نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ عمیکین ہوں گے و اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری

نشانہوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اے نبی اسرائیل وہ

یاد کرو میسر وہ احسان جو میں نے تم پر کئے و اور تم پورا کرو میرا قرار تو میں پورا کروں تمہارا قرار

اور مجھ ہی سے ڈرو ۛ اور مان لو اس کتاب کو جو میں نے اتاری ہے سچ بتانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے

پاس ہے و اور مت ہو سب میں اول منکر اس کے و اور نہ لومیری آیتوں پر مول تصور اور مجھ ہی سے

بچتے رہو اور مت ملاؤ صبح میں غلط اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ

کر اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھلو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ وال

کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو اور کم تو پڑھتے ہو کتاب

کے طور پر یہ قرار دیا گیا تھا کہ تم تو ریت کے حکم پر قائم رہو گے اور جس خیمہ کو بھیجیں اُس پر ایمان لاکر اس کے ذریعے

مذکورہ کرے تو اس کو جانو سچا ہے نہیں تو چھوٹا ہے۔ جاننا چاہئے کہ احکام مرقیہ، دربارہ عقیدہ اوقات اور اخراج ائمہ اور

یہی سرانامی دیدیہ و داسیہ مذہب کے واسطوں میں اور کتب ہائے کرامت کے ساتھ

عزیز تھا۔ غلامی کا یہ ہوا کہ صرف امور مذکورہ بالا نجات کے لئے تم کو کافی نہیں بلکہ تمام اصول میں نبی آخر الزمان کی

و بعض علمائے یہود و کمال کرتے تھے کہ اپنے لوگوں سے کہتے تھے کہ یہ دین اسلام اچھا ہے اور خود مسلمان نہ ہوتے تھے اور نیز علمائے یہود بلکہ اکثر ظالمینوں کو اس موقع پر یہ شبہ پڑتا ہے کہ جب ہم تعلیم احکام شریعت میں تفصیل نہیں کرتے اور حق پوشی بھی نہیں کرتے تو اس کی ضرورت نہیں کہ ہم خود بھی احکام پر عمل کریں جب ہماری ہدایت کے موافق بہت سے آدمی اعمال شریعت بجالاتے ہیں تو ہم قاعدہ الدال علی الخیر کے فاعل وہ ہمارے ہی اعمال ہیں تو اس آیت میں دونوں کا اعلان فرما دیا گیا اور آیت سے مقصود یہ ہے کہ عطا کو اپنے وعظ پر ضرور عمل کرنا چاہیے یہ غرض نہیں کہ فاسق کسی کو نصیحت نہ کرے۔

البقرہ ۲۵۵

۱۰

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۲۵﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ

پھر کیوں نہیں سوچتے ہو ۱ اور مدد چاہو صبر سے ۲ اور نماز سے ۳ اور البتہ وہ بھاری ہے

إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿۲۶﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ رَبَّهُمْ وَ

مگر انہی عاجزوں پر ۱ جن کو خیال ہے کہ وہ رب پر ہونے والے ہیں اپنے رب کے ۲ اور

أَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۲۷﴾ يُبَيِّنُ إِسْرَءِيلَ أَذْكَرُوا النِّعْمَ الَّتِي

یہ کہ ان کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۱ اے بنی اسرائیل یاد کرو میرے احسان ۲ جو میں نے

أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۲۸﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا

تم پر کئے ۱ اور اُس کو کہ میں نے تم کو بڑائی دی تمام عالم پر ۲ اور دُرُود اُس دن سے

لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا

کہ کام نہ آئے کوئی شخص کسی کے کچھ بھی ۱ اور قبول نہ ہو اس کی طرف سے سفارش ۲ اور نہ

يُخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۲۹﴾ وَإِذْ بَحَّيْنَاكُمْ مِنَ آلِ

لیا جلتے اُس کی طرف سے بدلا ۱ اور نہ ان کو مدد پہنچے ۲ اور یاد کرو اُس وقت کو جبکہ رہائی دی ہم نے تم کو

يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يَذْبَحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ

فرعون کے لوگوں سے جو کرتے تھے تم پر بڑا عذاب ۱ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ۲ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو

وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۳۰﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بَيْنَكُمُ الْبَحْرَ

اور اس میں آزار بیش تھی تمہارے رب کی طرف سے بڑی ۱ اور جب بھادڑا دیا تمہاری وجہ سے دیر کا پھر بچا دیا ہم نے تم کو

وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۳۱﴾ وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ

اور ڈبا دیا فرعون کے لوگوں کو ۱ اور تم دیکھ رہے تھے ۲ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے

أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۳۲﴾

چالیس رات کا ۱ پھر تم نے بنالیا ۲ بچھڑا ۳ موسیٰ کے بعد ۴ اور تم ظالم تھے ۵

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۳۳﴾ وَإِذْ آتَيْنَا

پھر معاف کیا ہم نے تم کو ۱ اس پر بھی ۲ تاکہ تم احسان مانو ۳ اور جب ہم نے دی

مَنْزِلَ

۱ علمائے اہل کتاب جو بعد وضوح حق بھی آپ پر ایمان نہ لاتے تھے اُس کی بڑی وجہ جہاد اور حُب مال تھی اللہ تعالیٰ نے دونوں کا علاج بتا دیا صبر سے مال کی طلب اور حُبت جائے گی اور نماز سے عبودیت و تذلّل آئے گا اور حُبت جاہ کم ہوگی۔

۲ یعنی صبر اور نماز حضور دل سے بہت بھاری ہے مگر اُن پر آسان ہے جو عاجزی کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں جن کا خیال اور دھیان یہ ہے کہ ہم کو خدا کے رب پر ہونا اور اس کی طرف پھر جانا ہے یعنی نمازیں خدا کا قرب اور گویا اس سے ملاقات ہے یا قیامت میں حساب و کتاب کے لئے رو برو جانا ہے۔

۳ چونکہ تقویٰ اور کمال ایمان کا حاصل کرنا صبر و حضور و استغراق عبادت کے ذریعہ سے دشوار تھا۔ اس لئے اس کا سہل طریقہ تعلیم فرماتے ہیں اور وہ شکر ہے۔ اس وجہ سے حق تعالیٰ اپنے احسانات و انعامات جو ان پر وقتاً فوقتاً ہوتے تھے ان کو یاد دلانا ہے اور ان کی بکر داریاں بھی ظاہر فرماتا ہے۔ انسان بلکہ حیوانات تک میں یہ یمنون موجود ہے کہ اپنے نعمت کی محبت اور اس کی اطاعت و دل نشین ہو جاتی ہے اور چند رکوع میں اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

۴ فائدہ اہل عالم فضیلت کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت سے بنی اسرائیل کا وجود ہوا تھا اس وقت سے لے کر اس خطاب کے نزول تک تمام قول سے افضل رہے کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا جب انہوں نے نبی آخر الزمان اور قرآن کا مقابلہ کیا تو وہ فضیلت بالکل جاتی رہی اور مغضوب علیہم اور ضلال کا لقب غنایت ہوا۔ اور حضور کے تابعین کو کس قدر خیر امت کا خلعت ملا۔

۵ جب کوئی کسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے رفیق اکثر یہی کیا کرتے ہیں کہ اول تو اس کے دل میں غم کو شش کرنے میں نہیں ہوسکتا تو سعی و سفارش سے بچانے کی تدبیر کرتے ہیں یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر تاوان و فدیہ دے کہ چھڑائے ہیں اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا تو بالآخر اپنے مددگاروں کو جمع کر کے بزور رخاں اس کی نجات کی فکر کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اسی ترتیب کے موافق ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کو کبھی ہی مقرب خداوندی ہو کر کسی نافرمانِ عدو اللہ کا قتل و جھوٹا جرم نہ کرے کسی صورت سے نفع نہیں پہنچا سکتا۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں ہم پر عذاب نہ ہوگا۔ ہمارے باپ دادا جو پیغمبر نہیں تھے بخشنا اہل گمراہی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خیال تمہارا غلط ہے اس سے اُس شفاعت کا امکان نہیں نکلتا جس کے اہل سنت فائل ہیں اور جو دیگر آیات میں مذکور ہے۔

۱ فرعون نے خواب دیکھا تھا جو میوں نے اس کی تعمیری کبھی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جو تیرے دین اور سلطنت کو غارت کر دے گا۔ فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بیٹا پیدا ہوا اس کو مار ڈالو اور جو بیٹی ہو اس کو خدمت کے لئے زندہ رہنے دو، خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور زندہ رکھا۔ ۲ تو اس کے معنی مصیبت کے ہوں گے اور اگر نجات کی طرف اشارہ ہے تو بلا کے معنی نعمت کے ہوں گے اور نبی ہو تو امتحان کے معنی لئے جائیں گے۔ ۳ یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل اس نعمت عظیم کو کہ جب تمہارے باپ دادا فرعون کے در سے بھاگے اور آگے دیا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا اور ہم نے تم کو بچا لیا اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔ یہ قصہ آئندہ فصل آئے گا۔ ۴ اور یہ قصہ اور احسان بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ ہم نے تو ریت عطا فرمائی کا وعدہ موسیٰ سے چالیس دن رات کا کیا اور اُن کے طور پر شریف لے جانے کے بعد بنی اسرائیل نے پچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور تم بڑے بے انصاف ہو کہ پچھڑے کو خدا بنالیا۔ مفصل قصہ آئندہ آئے گا۔ ۵ مطلب یہ ہے کہ باوجود اس شکرِ جلی کے ہم نے تم سے درگزر فرمائی اور تمہاری توبہ منظور کی اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا (جیسے آل فرعون کو اس سے کم قصور پڑا ہلاک کر دیا تھا) کہ تم ہمارا لشکر ادا کرو اور احسان مانو۔

ول کتاب تو توریت ہے اور فرقان فرمایا ان احکام شرعیہ کو جن سے جائز ناجائز معلوم ہو یا فرقان کہا حضرت موسیٰ کے معجزوں کو جن سے جھوٹے سچے اور کافروؤں کی تمیز ہو یا توریت ہی کو کہا کہ وہ کتاب بھی ہے اور اُس سے حق اور ناسق بھی جدا ہوتا ہے۔

ول قوم سے مراد خاص وہ لوگ ہیں جنہوں نے پچھڑے کو سجدہ کیا۔
ول یعنی جنہوں نے پچھڑے کو سجدہ نہ کیا تھا وہ سجدہ کرنے والوں کو قتل کریں۔ اور بعض کا قول ہے کہ نبی اسرائیل میں تین گروہ تھے۔ ایک وہ جنہوں نے گوسالہ پرستی نہ لی اور دوسروں کو بھی روکا۔ دوسرے وہ جنہوں نے گوسالہ کو سجدہ کیا۔ تیسرے وہ جنہوں نے خود تو سجدہ نہ کیا مگر دوسروں کو منع بھی نہ کیا۔ فریق دوم کو حکم ہوا کہ مقتول ہو جاؤ تیسرے فریق کو حکم ہوا کہ ان کو قتل کرو تا کہ ان کے سکوت کرنے کی توبہ ہو جائے۔ اور فریق اول اس توبہ میں شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ ان کو توبہ کی حاجت نہ تھی۔

ول علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مقتول ہو جانا ہی توبہ بھی یا توبہ کا تم تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں قتال عمدی کی توبہ کے قبول ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے آپ کو وراثتاً مقتول کے تولد کر دے ان کو اختیار ہے بدلہ لیں یا معاف کریں۔

ول اُس وقت کو بھی ضرور یاد کرو کہ باوجود اس قدر احسانات کے جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جب تک آنکھوں سے صریحاً خدا نے تعالیٰ کو نہ دیکھ لیں۔ اس پر پہلی تم کو ہلاک کیا اُس کے بعد موسیٰ کی دعا سے تم نے تم کو نہ دیکھا اور یہ اس وقت کا حال ہے کہ حضرت موسیٰ ستر آدمیوں کو منتخب فرما کر وہ طور پر کلام الہی سننے کی غرض سے لے گئے تھے پھر جب انہوں نے کلام الہی کو سنا تو انہی ستر نے کہا اے موسیٰ پرے میں سننے کا ہم اہم اہم نہیں کرتے آنکھوں سے خدا کو دکھاؤ۔ اس پر ان ستر آدمیوں کو بجلی نے ہلاک کر دیا تھا۔

ول جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل بکمالی مصر سے شام کو چلے جاتے ہیں ان کے پیچھے چٹ گئے اور گرمی آفتاب کی ہوتی تو تمام دن ابرہہ ہوتا اور اناج نہ پڑتا تو زمین کوئی کھانے کیلئے اترتا۔ ایک چیز تھی سرس دھینے کے سے والے تر بجھنے کے مشابہ رات کو اوس میں برستے لشکر کے گرد ڈھیر لگ جاتے صبح کو ہر ایک اپنی حاجت کے موافق اٹھالیتا۔ اور سلوی ایک پرندہ ہے جس کو بلیہ کہتے ہیں شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جمع ہو جاتے۔ اندھیرا ہوئے بعد پکڑ لائے کباب کر کے کھاتے دنوں تک بی کھایا کیئے۔

ول یعنی اس لطیف و لذیذ غذا کو کھاؤ اور اُس پر کھانا کرو نہ آگ کے لئے ذخیرہ جمع کر کے کھاؤ ورنہ دوسری غذا سے مبادلہ کی خواہش کرو۔

ول اول ظلم یہ کیا کہ ذخیرہ کر کے رکھا تو گوشت سلطان شرع ہو گیا دوسرے مبادلہ چاہا کہ مسور گیسوں کے گڑھی، پیاز وغیرہ لے جس سے طرح طرح کی تکلیف و مشقت میں مبتلا ہوئے۔

ول جب جنگل مذکورہ بالا میں پھرتے پھرتے تنگ آگئے اور من و سلوی کھاتے کھاتے آگے تو بنی اسرائیل کو ایک شہر میں داخل ہونے کا حکم

ول اس شہر کے دروازہ میں سے سجدہ شکر کرتے ہوئے جاؤ (اور یہ شکر بنی وک اور زبان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے جاؤ) یہ شکر زبانی ہوا جو یہ دونوں باتیں کرے گا اس کی خطائیں ہم معاف

الفرقان

۱۱

الفرقان

مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝۱۱ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ إِنَّمَا ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا ۝۱۲

موسیٰ کو کتاب اور حق کو ناسق سے جدا کرنے والے احکام تاکہ تم سیدھی راہ پاؤ۔ ول اور جب کہا موسیٰ نے اپنے قوم سے ول اے قوم تم نے نقصان کیا اپنا یہ پچھڑا بنا کر سوا توبہ کرو

إِلَىٰ بَارِكُمْ ۝۱۳ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۝۱۴ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِكُمْ ۝۱۵

اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جان ول یہ بہتر ہے تمہارے لئے تمہارے خالق کے نزدیک

فَتَأْتِ بَارِكُمْ ۝۱۶ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۷ وَإِذْ قُلْتُمْ يَهُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّيْقَةُ وَأَنْتُمْ

پھر تمہارے پاس آئے ول بیشک وہی ہے معاف کرنے والا نہایت مہربان، اور جب تم نے کہا اے یسوی ہم ہرگز تم کو نہیں مانیں گے تیرا جب تک کہ نہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے پھر کہا تم کو بجلی نے اور تم

تَنْظُرُونَ ۝۱۸ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۱۹

دیکھ رہے تھے پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے تاکہ تم احسان مانو ول اور

ظَلَلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ طَلُّوا مِنْ طَبِئَتِ مَا رَزَقْنَكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۲۰

سایہ کیا ہم نے تم پر ابرکا اور اتارا تم پر من اور سلوی ول کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں ول اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ول اور

إِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَمَكَدُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا ۝۲۱

جب ہم نے کہا داخل ہو اس شہر میں ول اور کھاتے پھرو اس میں جہاں چاہو فراغت سے ول اور

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝۲۲

داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے ول اور کہتے جاؤ بخشدے تو معاف کر دیں گے ہم تمہارے قصور اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو ول پھر بدل ڈالا ظالموں نے بات کو خلاف اُس کے جو کہہ دی گئی تھی اُن سے

مَنْزِل ۱

ہوا اُس کا نام اریحا تھا اس میں قوم عمالقاہ جو قوم عاد سے تھی مقیم تھی، اور بعض نے بیت المقدس فرمایا ہے۔
ول اور بعض فرماتے ہیں کہ براہ تواضع مکر کو جھکا کر جاؤ۔
ول اور زبان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے جاؤ (یہ شکر زبانی ہوا) جو یہ دونوں باتیں کرے گا اس کی خطائیں ہم معاف کر دیں گے اور نیک بندوں کے لئے ثواب بڑھا دیں گے۔

ول تبدیلی کی کہ بجائے حلقہ براہ تسخیر حلقہ کہنے لگے اپنی گویا اور سجدہ کی جگہ اپنے سر نیوں پر پھسلنا شروع کیا جب شہر میں پہنچے تو ان پر طاعون پڑا، دو پہر میں ستر ہزار مرد مر گئے۔

ول قصہ بھی اسی جنگ کا ہے پانی نہ ملا تو ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشمے نکلے اور بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ ہی تھے۔ کسی قوم میں آدمی زیادہ کسی میں کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اور وجہ شناخت بھی یہی موافقت تھی۔ بائیس فقرہ کر رکھا تھا کہ پتھر کی فلاں جہت فلاں جانب سے جو چشمہ نکلے گا وہ فلاں قوم کا ہوگا اور جو کو تاہ نظر ان معجزات کا انکار کرتے ہیں عین تسلیم آدم غلاف آدم اندر دیکھو مقتدایس تو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اس پتھر نے پانی کھینچ لیا تو انکار کی کیا وجہ۔

ول یعنی پھر فرمایا حتی تنزلے کھاؤ من و سلوی اور یہ وہاں چشموں کا پانی اور عالم میں فساد مت پھیلاؤ۔

ول قصہ بھی اسی جنگ کا ہے بنی اسرائیل طعام آسمانی من و سلوی کھاتے کھاتے اکتا گئے تو کس نے لگے کہ ہم سے ایک طرح کے کھانے صبر نہیں ہو سکتا ہم تو زمین کا ناسخ ہر کاری، ساگ، ہری چاہیے۔

ول یعنی من و سلوی جو ہر طرح بہتر ہے۔ لہسن اور پیاز وغیرہ سے بدلتے ہو۔

ول اگر یہی جی چاہتا ہے تو کسی شہر میں جاؤ تمہاری طلب چیزیں کم سے کم پھر ایسا ہی ہوا۔

ول ذلت یہ کہ ہمیشہ مسلمان اور نصاریٰ کے حکوم اور رعیت رہتے ہیں کسی کے پاس مال ہوا تو کیا حکومت سے بالکل محروم ہو گئے، جو موجب عزت تھی اور محتاجی یہ کہ اول تو یہودیوں مال کی قلت اور جن کے پاس مال ہو بھی تو حکام وغیرہ کے خوف سے اپنے آپ کو مفلس اور عاجز بنی ظاہر کرنے میں شدت حرص اور بخل کے باعث محتاجوں سے بد نظر آتے ہیں اور یہ بھی درست کہ تو نگری بدل اس نہ ہمال اس لئے مالدار ہو کر بھی محتاج ہی رہے اور عظمت اور عزت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اس سے رجوع کر کے اس کے غضب و قہر میں آ گئے۔

ول یعنی اس ذلت اور سکنست و غضب الہی کا باعث ان کا کفر اور انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا تھا اور اس کفر و قتل کا باعث احکام کی نافرمانی اور حدود و شرع سے شریعت تھا۔

فَاَنْزَلْنَا عَلٰی الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ مَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥١﴾

پھر اتارا ہم نے ظالموں پر عذاب آسمان سے ان کی عدول مکی پر

وَإِذِ اسْتَسْقٰی مُوسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ

اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو ہم نے کہا مار اپنے عصا کو پتھر پر

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثنَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ

سو بن گئے اُس سے بارہ چشمے و پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ

كُلُوْا وَاَشْرَبُوْا مِّنْ رِّسْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْتَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿٥٢﴾

کھاؤ اور پیو اللہ کی روزی اور نہ پھرو ملک میں فساد مچاتے و

وَإِذْ قُلْتُمْ یٰمُوسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَاَدْعُنَا رَبَّنَا فَخَرَجْنَا

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ہرگز صبر نہ کریں گے ایک ہی طرح کے کھانے پر ہم دعا مانگ رہے تھے واسطے اپنے پروردگار

لَنَا مِمَّا تَنْتِفِی الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَ

سے کہ نکال دے ہمارے واسطے جو اکتاہٹ زمین سے ترکاری اور گڑی اور گہوں اور سور اور

بَصِلِهَا قَالَ اَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ﴿٥٣﴾

پیاز و کہا موسیٰ نے کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدل میں جو بہتر ہے و

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاَنْ لَّكُمْ فَاَسَاَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَیْكُمْ الدِّیْنَةُ وَالْمَسْكَنَةُ

اتر دو کسی شہر میں تو تم کو ملے جو مانگتے ہو و اور ڈالی گئی اُن پر ذلت اور محتاجی

وَبَاۗءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِآیٰتِ اللّٰهِ

اور پھر اللہ کا غضب لے کر و یہ اس لئے ہوا کہ نہیں مانتے تھے احکام خداوندی کو

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِیَّیْنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِاَعْصَاۗءُوْا وَكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿٥٤﴾

اور خون کرتے تھے پیغمبروں کا ناحق یہ اس لئے کہ نافرمان تھے اور ہد نہتے تھے و

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرَیْ وَالصَّبِیِّیْنَ مِّنْ اٰمَنٍ

بیشک جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابین جو ایمان لایا (اُن میں سے)

فل یعنی کسی فرقہ خاص پر موقوف نہیں یقین لانا شرط ہے اور عمل نیک، جو جس کو نصیب ہوا ثواب پایا۔ یا اس واسطے فرمایا کہ بنی اسرائیل اس بات پر غور رکھتے کہ ہم پیغمبر کی اولاد ہیں ہم ہر طرح اللہ کے نزدیک بہتر ہیں۔ فائدہ یہود کہتے ہیں حضرت موسیٰ کی امت کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی امت کو لکھا بنی اسرائیل ایک فرقہ ہے جس نے ہر ایک دین میں سے اچھا سمجھ کر کچھ

اختیار کر لیا ہے اور حضرت ابراہیم کو مانتے ہیں اور فرشتوں کی بھی پرستش کرتے ہیں اور زبور پڑھتے ہیں اور کعبہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں

۲۔ کہتے ہیں کہ توریت نازل ہوئی تو بنی اسرائیل شرارت سے کہنے لگے کہ ”توریت کے حکم تو مشکل اور بھاری ہیں ہم سے نہیں ہو سکتے۔“

تب خدائے تعالیٰ نے ایک پہاڑ کو حکم کیا جو ان سب کے سروں پر ان کے اترنے لگا اور سامنے آگ پیدا ہوئی۔ گنہگار سننا ہی اصلاً نہ رہی مجبوراً احکام توریت کو قبول کیا۔ باقی یہ شبہ کہ ”پہاڑ سروں پر ملنے کر کے تسلیم

کرنا توریت کا یہ تو صریح اجبار و اکراہ ہے جو آیت لا اکراہ فی الدین اور نیز قاعدہ تکلیف کے باطل خلاف ہے کیونکہ بنائے تکلیف تو اختیار پر ہے اور اکراہ مناقض اختیار ہے“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکراہ دیا ہوا

قبول دین ہرگز نہیں۔ ”دین تو بنی اسرائیل پہلے سے قبول کئے ہوئے تھے“ اور بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقاضا کرتے تھے کہ ”کوئی کتاب

متنصن حکام ہم کو لا کر دو کہ اس پر عمل کریں“ اور اس پر معاہدہ کر چکے تھے جب توریت ان کو دی گئی تو عہد شکنی پر کڑی توبہ ہوئے تو اب پہاڑ

کا معلق کرنا نقض عہد سے روکنے کے لئے تھا نہ کہ قبول دین کے لئے ۳۔ یعنی عہد و میثاق کر کے پھر پھر گئے سوا اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو اب

تباہ ہو جاتے یعنی ہاسی وقت ہلاک کر دیے جاتے یا یہ کہ توبہ و استغفار بھی کرتے اور بنی آخر الزمان کی متابعت بھی کرتے تو بھی تمہاری قصیر

معاف نہ کی جاتیں۔ ۴۔ بنی اسرائیل کو توریت میں حکم ہوا تھا کہ ”شنبہ کا دن خالص عبادت کے لئے مقرر ہے اس دن پچھلی کا شکار مت کرو“ وہ لوگ فریب اور

حیلہ سے ہفتہ کے دن شکار کرنے لگے تو اللہ نے ان کو سچ کر کے ان کی صورت بند کی سی کردی غم و شعور انسانی موجود تھا۔ ایک دوسرے کو

دیکھنا تھا اور دفعتاً انہیں کرسکتا تھا جن دن کے بعد سب مر گئے اور یہ واقعہ حضرت داؤد کے عہد میں ہوا۔ مفصل سورہ اعراف میں

آئے گا۔ ۵۔ یعنی اس واقعہ اور اس عقوبت کو ہم نے باعث خوف و عبرت بنا دیا لگے اور پچھلے لوگوں کے واسطے ”یعنی جنہوں نے اس عذاب کا مشاہدہ

کیا اور جو آئندہ پیدا ہوں گے“ یا جو سبکیاں شہر کے آگے اور اس کے پیچھے آباد تھیں۔

۶۔ یعنی یاد کرو اُس وقت کو کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عامیل نامی مارا گیا تھا اور اس کا قاتل معلوم نہ ہوا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے فرمایا ”اللہ کا حکم ہے کہ ایک گائے ذبح کر کے اُس کا ایک ٹکڑا امریکا پر مار دو وہ جی اُٹھے اور آپ اپنے قاتل کو بتا دے“ اللہ تعالیٰ نے اس

طرح اُس مردے کو جلایا اور اس نے قاتل کو بتا دیا کہ اُس کے وارثوں نے ہی بطح مال قتل کیا تھا۔

۷۔ یعنی ٹھٹھا کرنا احمق جاہل کا کام ہے اور وہ بھی احکام شرعی میں پیغمبر سے بیگز ممکن نہیں۔

۸۔ یعنی اُس گائے کو ذبح کر ڈالو۔

المعقودۃ

۱۳

الحکمۃ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلْ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ

الْبَدْر اور روز قیامت پر اور کام کئے نیک تو ان کے لئے ہے ان کا ثواب ان کے رکے پاس اور

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۶﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

نہیں ان پر کچھ خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۱۶۔ اور جب لیا ہم نے تم سے قرار اور بلند کیا

فَوْقَكُمْ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَّادْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

تمہارے اوپر کوہ طور کو کہ پکڑو جو کتاب ہم نے تم کو دی زور سے اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم

تَتَّقُونَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

ڈرو ۱۷۔ پھر تم پھر گئے اس کے بعد سوا اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر

وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۱۸﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ

اور اس کی ہرمانی تو ضرور تم تباہ ہوتے ۱۸۔ اور تم خوب جان چکے ہو جنہوں نے کہ

اعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۱۹﴾

تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے دن میں تو ہم نے کہا ان سے ہوجاؤ بندر ذلیل ۱۹۔

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّلْبَاقِينَ يَذِّبُوا مَا خَلَفُوا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۲۰﴾

پھر کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت ان لوگوں کے لئے جو وہاں تھے اور جو پیچھے والے تھے اور نصیحت کرنے والوں کو سب سے

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اللہ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے ۲۰۔

قَالُوا اتَّخَذْنَا هَٰذَا قَالًا أَعِزُّ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿۲۱﴾

وہ بولے کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے ۲۱۔ کہا پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں ۲۱۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

بولے کہ دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتائے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہے ۲۲۔ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

لَّا فَارِصٌ وَلَا يَكْرُ عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿۲۲﴾

نہ بوڑھی اور نہ بن بیابانی درمیان میں ہے بڑھا پلے اور جوانی کے اب کر ڈالو جو تم کو حکم ملا ہے ۲۲۔

منزل ۱

۷۔ کیونکہ یہ تو دیکھنا نہ سنا کہ گائے کے کھانا نے سے مردہ زندہ ہو جائے۔

۸۔ یعنی اُس کی عمر کتنی ہے اور اس کے حالات کیا ہیں تو عمر ہے یا بوڑھی۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لُونَهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

بولے کہ وہ عا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہتا ہے ہم کو کیسا ہے اُس کا رنگ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

صَفْرَاءُ فَاقْعُوْنَهَا سِرُّ النَّظَرِيْنَ ۝۱۶ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا

زرد خوب گہری ہے اس کی زردی خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو ، بولے دعا کر جائے واسطے اپنے رب سے کہتا ہے ہم کو

مَا هِيَ ۚ إِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝۱۷

کس قسم میں ہے وہ ؟ کیونکہ اس گائے میں شبہ پڑا ہے ہم کو، اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور راہ پالیں گے

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ ۖ لِذَلِكَ نَسْتَبِئُ الْأَرْضَ وَلَا نَسْقِي الْحَرْثَ

کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے محنت کرنے والی نہیں کہ جو تہتی ہوزمین کو یا پانی دیتی ہو کھیتی کو

مُسْلِمَةً ۚ لَأَشْبَهُ فِيهَا قَالَوَالَّذِي نَسْتَبِئُ بِهَا ۖ فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا

بے عیب ہے کوئی داغ اس میں نہیں بولے اب لایا تو طہیک بات پھر اس کو ذبح کیا اور وہ لگتے نہ تھے

يَفْعَلُونَ ۝۱۸ وَأَذَقْتُمُ نَفْسًا فَادَرَأْتُمُوهَا ۚ وَاللَّهُ مُخْرِجُ مَا كُنْتُمْ

کراہیسا کر لیں گے ؟ اور جب مار ڈالا تھا تم نے ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا

تَكْتُمُونَ ۝۱۹ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَ

جو تم چھپاتے تھے ؟ پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا اس طرح زندہ کرے گا اللہ مرنے والوں کو اور

يُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝۲۰ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ

دکھاتا ہے تم کو اپنی قدرت کے نمونے تاکہ تم غور کرو ؟ پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس کے بعد وہ سو وہ ہو گئے

كَالْحِجَارَةِ ۖ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِن مِّن الْحِجَارَةِ لَكَا لَا تَنْفَجِرُ مِنْهُ إِلَّا نَزْرٌ

جیسے پتھر یا ان سے بھی سخت اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں نہریں

وَإِن مِّنْهَا لَمَاءٌ يَّسْقَىٰ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِن مِّنْهَا لَكَا يَهْبِطُ

اور ان میں ایسے بھی ہیں جو پھوٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان سے پانی اور ان میں ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے

مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝۲۱ أَفَتَطْمَعُونَ

میں اللہ کے ڈر سے اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے ؟ اب کیا تم نے سنا تو فتح کھتے ؟

۱۵ یعنی واضح کر کے بتادے کہ وہ گائے کس قسم اور کس کام کی ہے۔

۱۶ یعنی اس کے اعضا میں کوئی نقصان نہیں اور اس کے رنگ

میں دوسرے رنگ کا داغ و نشان نہیں بلکہ ساری زرد ہے۔

۱۷ وہ گائے ایک شخص کی تھی جو اپنی مال کی خدمت بہت کرتا تھا

اور نہک سخت تھا۔ اس شخص سے وہ گائے مولیٰ اتنے مال کو جتنا

اس گائے کی کھال میں سونا بھر سکیں پھر اُس کو ذبح کیا۔ اور ایسے

لگتے نہ تھے کہ اتنی بڑی قیمت کو لے کر ذبح کریں گے۔

۱۸ یعنی تمہارے اگلے بزرگوں نے عاہل کو مار ڈالا تھا۔ پھر ایک

دوسرے پر دھرنے لگا اور تم جس چیز کو چھپاتے تھے (یعنی اپنی ضعف

ایمانی یا فتنہ کے حال کو) اللہ تعالیٰ اُس کو ظاہر فرمانا چاہتا ہے۔

۱۹ یعنی جب ایک ٹکڑا اُس گائے کا اُس کے مارا تو وہ بجھ کر الٹی

زندہ ہو گیا اور پھر زخم سے بہنے لگا اور اپنے قاتل کا نام بتا دیا جو

اُسے قتل کرنے کے لیے بھجے تھے بطبع مال چچا کو جنگل میں لے جا کر مار ڈالا تھا

پھر وہ ان کا نام بتا کر گر پڑا اور مر گیا۔

۲۰ یعنی اسی طرح زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردوں کو

اپنی قدرت کاملہ سے اور اپنی قدرت کی نشانیاں تم کو دکھاتا ہے کہ

شاید تم غور کرو اور سمجھ لو کہ خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔

۲۱ یعنی ”عاہل“ کی اٹھنے کے بعد ”مطلب“ یہ کہ ایسی نشانی

قدرت دیکھ کر بھی تمہارے دل نرم نہ ہوئے۔

۲۲ یعنی بعض پتھروں سے بڑا فحش پہنچتا ہے کہ انہار اور پانی بکثرت آنے

جاری ہوتا ہے اور بعض پتھروں سے پانی کم نکلتا ہے اور اول قسم کی نسبت نفع

کم ہوتا ہے اور بعض پتھروں سے کسی کو نفع نہ پہنچے مگر خود ان میں ایک

آخر اور تاخر تو موجود ہے مگر ان کے قلوب ان تینوں قسموں کے پتھر سے

سخت ہیں نہ ان سے کسی کو نفع اور نہ ان میں کوئی مضمون خیر موجود۔

اور اللہ اسے یہود و تمہارے اعمال سے بخیر برگز نہیں۔

و فریق سے مراد وہ لوگ ہیں جو وہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام الہی سننے کے لئے گئے تھے۔ انہوں نے وہاں سے آکر یہ تحریف کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تمام کلام کے آخر میں ہم نے یہ بھی سننا کہ اگر سکون تو ان احکام کو کر لینا ورنہ ان کے ترک کا بھی تم کو اختیار ہے اور بعض نے فرمایا کہ کلام الہی سے مراد تورات ہے اور تحریف سے مراد یہ ہے کہ اس کی آیات میں تحریف لفظی و معنوی کرتے تھے، کبھی آپ کی نعت کو بدلا، کبھی آیت ربکم کو اڑا دیا وغیرہ۔

و یہودیوں میں جو لوگ منافق تھے وہ بطور خوشامد اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزمان کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے دوسرے لوگ ان میں سے ان کو اس بات پر ملامت کرتے کہ اپنی کتاب کی مسناد ان کے ہاتھ میں کیوں دیتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان تمہارے پروردگار کے آگے تمہاری خبری ہوئی باتوں سے تم پر الزام قائم کریں گے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ جان کر بھی ایمان نہ لائے اور تم کو لا جواب ہونا پڑے گا۔

و یعنی اللہ کو تو ان کے سب اُمور ظاہریوں یا مخفی بالکل معلوم ہیں ان کی کتاب کی سب جھوٹوں کی خبر مسلمانوں کو دے سکتا ہے اور جا بجا مطلع فرما بھی دیا۔ آیت ربکم کو انہوں نے چھپایا مگر اللہ نے ظاہر فرما کر ان کو فضیلت کیا، یہ تو ان کے علماء کا حال ہوا جو عقائد مذہبی اور کتاب دانی کے مدعی تھے۔

و اور جو جاہل ہیں ان کو تو کچھ بھی خبر نہیں کہ تورات میں کیا لکھا ہے مگر چند آرزوئیں جو اپنے عاملوں سے جھوٹی باتیں سن گئی ہیں (مثلاً بہشت میں یہودیوں کے سوا کوئی نہ جائے گا اور ہمارے باپ دادا ہم کو ضرر نہ پہنچائیں گے) اور یہ ان کے خیالات ہے اصل میں جن کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں۔

و یہ وہ لوگ ہیں جو ان عوام جاہلوں کے موافق باتیں اپنی طرف سے بنا کر لکھ دیتے تھے اور خدا کی طرف ان باتوں کو منسوب کرتے مثلاً تورات میں لکھا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان خوبصورت، بیچاں بال، سیاہ آنکھیں، میانہ قد، گندم رنگ پیدا ہو گئے، انہوں نے پھر کر لیں لکھا "لنباقرہ نبی آنکھیں، سیدھے بال، ناگہ عوام آپ کی تصدیق نہ کریں اور ہمارے منافع دنیوی میں خلل نہ آجائے۔"

و بعض نے کہا سات دن اور بعض نے چالیس دن یا پچاس دن یا پچھترے کی پوجا کی تھی اور بعض نے چالیس سال (یعنی مدت تیرہ میں سرگردان رہے تھے) اور بعض نے کہا ہر ایک جتنی مدت دنیائیں تھیں وہی مدت ایسی یہ بات غلط ہے کہ یہودی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہ رہیں گے کیونکہ غلوئی النارا اور غلوئی النجۃ کا جو قاعدہ کلیہ آگے بیان فرمایا ہے اسی کے مطابق سب سے معاملہ ہو گا یہودی اس سے نکل نہیں سکتے۔

اَنْ يُؤْمِنُوا بِالْكِتَابِ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ

کہ وہ مانیں تمہاری بات اور ان میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر

يُحَرِّفُونَ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۸﴾ وَاِذَا الْقَوَالِيْنَ

بدل ڈالتے تھے اُس کو جان بوجھ کر اور وہ جانتے تھے

اَمْوَاقًا اَمَّا وَاِذَا اخْلَا بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ قَالُوا اَتَحَدُّثُكُمْ

کہتے ہیں تم مسلمان ہوئے اور جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں تم کیوں کہہ دیتے ہو

بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا لِيَاخُذَكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۹﴾

ان سے جو ظاہر کیا ہے اللہ نے تم پر تاکہ جھٹلائیں تم کو اُس سے تمہارے رب کے آگے کیا تم نہیں سمجھتے

اَوْ لَا يَعْلَمُونَ اَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَمِنْهُمْ

کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

اَقْمِيُوْنَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتٰبَ اِلَّا اَمَانِيْ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۵۱﴾ قَوْلٌ

پے پڑے ہیں کہ خبر نہیں رکھتے کتاب کی سوائے جھوٹی آرزوئوں کے اور ان کے پاس کچھ نہیں مگر خیالات

لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ يَأْيِدُهُمْ ثُمَّ يَقُولُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ

خدا ہے ان کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہہ دیتے ہیں یہ خدا کی طرف سے

اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا قَوْلٌ لَّهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيُهُمْ وَاِ

ہے تاکہ لیں اُس پر تھوڑا سا مال سو خرابی ہے ان کو اپنے ہاتھوں کے لکھے سے اور

وَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَقَالُوا لَنْ تَسْنَا النَّارَ اِلَّا اَيَّامًا

خرابی ہے ان کو اپنی اس کمائی سے اور کہتے ہیں ہم کو ہرگز آگ نہ لگے گی مگر چند روز

مَعْدُوْدَةٌ قُلْ اَتُخَذَ ثَمَنُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَہٗ

گنے چنے کہہ دو کی تم نے پکے ہو اللہ کے یہاں سے قرار کاب ہرگز خلاف نہ کرے گا اللہ اپنے قرار کے

اَمْ تَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۳﴾ بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَاَحَاطَتْ

یا جوڑتے ہو اللہ پر جو تم نہیں جانتے کیوں نہیں کہ جس نے کیا گناہ اور گھیر لیا

بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الدَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ

اُس کو اُس کے گناہ نے دل سے سو ہی ہیں دوزخ کے رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور جو

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾

ایمان لائے اور عمل کئے نیک وہی ہیں جنت کے رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

وَلَا تَأْخُذْ بَعِثَاتُ الْإِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَ

اور جب ہم نے لیا قرآن بنی اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ

ماں باپ سے سلوک نیک کرنا اور کنبہ والوں سے اور یتیموں اور محتاجوں سے اور کہیو سب لوگوں سے

حَسَنًا وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَ

نیک بات اور قائم رکھیں نماز اور دیتے دیو زکوٰۃ پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے سے تم میں اور

أَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَأْخُذْ بَعِثَاتُ الْإِسْرَءِيلَ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا

تم ہو ہی پھرنے والے دل اور جب لیا ہم نے وعدہ تمہارا کہ نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ

تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿١٩﴾

نکال دو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اقرار کر لیا اور تم مانتے ہو دل

ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فِرْيَاقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

پھر تم وہ لوگ ہو کہ ویسے ہی خون کرتے ہو آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقہ کو ان کے وطن سے

تُظْهِرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُم أُسْرَىٰ تَقْدِرُونَ

پڑھائی کرتے ہو ان پر گناہ اور ظلم سے دل اور اگر وہی آویں تمہارے پاس کسی کے قیدی ہو کر

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ

تو ان کا بدلہ دے کر پھرتے ہو حالانکہ حرام ہے تم پر ان کا نکال دینا کہیں تو کیا مانتے ہو بعض کتاب کو اور نہیں مانتے

بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ

بعض کو دل سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی

دل گناہ کسی کا احاطہ کر لیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ گناہ اُس پر ایسا غلبہ کر لیں کہ کوئی جانب ایسی نہ ہو کہ گناہ کا غلبہ نہ ہو حتیٰ کہ دل میں ایمان و تصدیق باقی ہوگی تو بھی احاطہ نہ ہو کہ حقیقت نہ ہو گا۔ تو اب کافر ہی پر یہ صورت صادق آ سکتی ہے۔

دل یعنی احکام الہی سے اعراض کرنا تو تمہاری عادت بلکہ طبیعت ہو گئی ہے۔

دل یعنی نہ اپنی قوم کو قتل کرو اور نہ ان کو جلا وطن کرو۔

دل مدینہ میں دو فرقہ بنی ہودیوں کے تھے ایک بنی قریظہ دوسرے بنی نضیر۔ یہ دونوں آپس میں لڑا کرتے تھے اور مشرکوں کے بھی مدینہ میں دو فرقے تھے ایک "اوس"، دوسرے "خزرج" یہ دونوں بھی آپس میں دشمن تھے بنی قریظہ تو اوس کے موافق ہوئے اور بنی نضیر نے خزرج سے دوستی کی تھی۔ لڑائی میں ہر کوئی اپنے موافقوں اور دوستوں کی حمایت کرتا جب ایک کو دوسرے پر غلبہ ہوتا تو کمزوروں کو جلا وطن کرتے، ان کے گھر ڈھاتے اور اگر کوئی قید ہو کر لڑا آتا تو سب مل کر مال جمع کر کے اُس کا بدلہ دے کر قید سے اس کو چھڑاتے جیسا کہ آئینہ ثابت میں آتا ہے وہ یعنی اپنی قوم غیر کے ہاتھ میں پھنسی تو پھڑٹانے کو مستعد اور خود ان کے ستانے اور گلا کاٹنے تک کو مجبور۔ اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جگہ چلو۔

الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ

میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ

تمہارے کاموں سے وہ یہ وہی ہیں جنہوں نے مولیٰ دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ

سو نہ ہلکا ہوگا اُن پر عذاب اور نہ اُن کو مدد پہنچے گی وہ اور بیشک دی ہم نے موسیٰ کو

الْكِتَابَ وَفَقَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ

کتاب اور پے درپے بھیجے اُس کے پیچھے رسول اور دیے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو بھینے صریح

وَإِذْنَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

اور نوت دی اُس کو روح پاک سے وہ پھر بجلا کیا جب تمہارے پاس لایا کوئی رسول وہ حکم جو نہ بھایا

أَنفُسَكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِّقَا كَذَّبْتُمْ وَفَرِّقًا تَقْتُلُونَ ۝ وَقَالُوا

تمہارے جی کو تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو جھٹلایا کہ اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا وہ اور

قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَمَّا

کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہے بلکہ لعنت کی ہے اللہ نے اُن کے کفر کے سبب سو بہت کم ایمان لانے میں اور جب

جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ

پہنچی اُن کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو اُن کے پاس ہے اور پہلے سے

يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كُفَرُوا بِهِ

فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر جب پہنچا اُن کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے بھاگتے

فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ بِسْمَا أَشْتَرُوا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا

سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر وہ بری چیز ہے جس کے بدلے بچا انہوں نے اپنے آپ کو کہ منکر ہوئے

بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بُعْيًا أَنْ يُنْزَلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

اُس چیز کے جو انہوں نے اللہ سے اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے وہ

وَلَيْسَ كَرِهٍ لِّبَعْضِ احْكَامِ كُومَانِ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ

اس لئے کہ ایمان کا بھجہ یہ تو ممکن نہیں تو اب بعض احکام کا انکار کرنے

وَالَا بَعْضِ كَافِرٍ مُّطْلَقٍ هُوَ كَافِرٌ لِّبَعْضِ احْكَامِ كُومَانِ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ

کچھ بھی ایمان نصیب نہ ہوگا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا

کہ اگر کوئی شخص بعض احکام شرعیہ کی تو منابت کرے اور جو حکم اس

کی طبیعت یا عادت یا غرض کے خلاف ہو اُس کے قبول میں قصور

کرے تو بعض احکام کی منابت اس کو کچھ نفع نہیں دے سکتی۔

وَلِیْنِ مَعَادِیْنِیْ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ

جن لوگوں سے عدا کی تھا اُس کو دنیا کے خیال سے نبھایا اور اللہ

کے جو احکام تھے ان کی پرواہ نہ کی تو پھر اللہ کے ہاں ایسوں کی کو

سفارش یا سمیت کر سکتا ہے۔

وَلِیْنِ مَعَادِیْنِیْ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ

ہونا۔ غیب کی خبریں بتانا یہ حضرت عیسیٰ کے لئے مجھے ہیں، اور

روح القدس کہتے ہیں حضرت جبریل کو جو ہر وقت اُن کے ساتھ

رہتے تھے یا اسمِ عظم کہ جس کی برکت سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

وَلِیْنِ مَعَادِیْنِیْ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ

جیسا کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا۔

وَلِیْنِ مَعَادِیْنِیْ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ

جیسا کہ حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا۔

وَلِیْنِ مَعَادِیْنِیْ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ

یہود اپنی تحریف میں کہتے تھے کہ ہمارے دل غلاف کے اندر

محفوظ ہیں، بجز اپنے دین کے کسی کی بات ہم کو اثر نہیں کرتی۔ ہم

کسی کی چال بازی، سحر جانی یا کسے اور دھوکے کی وجہ سے ہرگز اس کی

متنابت نہیں کر سکتے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ”وہ بالکل جھوٹے ہیں بلکہ

اُن کے کفر کے باعث اللہ نے اُن کو ملعون اور اپنی رحمت سے دور

کر دیا ہے۔ اس لئے کسی طرح دین حق کو نہیں مانتے اور بہت کم

دولت ایمان سے مشرف ہوتے ہیں۔“

وَلِیْنِ مَعَادِیْنِیْ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ

وہ اُن کے پاس جو کتاب آئی وہ قرآن ہے اور جو کتاب اُن کے

پاس پہلے سے تھی وہ توریت تھی۔ قرآن کے اُترنے سے پہلے جب

یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی

آخر الزماں اور جو کتاب اُن پر نازل ہوگی اُن کے طفیل سے کافروں

پر غلبہ عطا فرما۔ جب حضورؐ پیدا ہوئے اور سب نشانیاں بھی دیکھ

چکے تو منکر ہو گئے اور ملعون ہو گئے۔

وَلِیْنِ مَعَادِیْنِیْ اُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُم مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ

یعنی جس چیز کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچا وہ کفر

اور انکار ہے قرآن کا، اور انکا بھی محض خدا اور حمد کے سبب۔

و ایک غضب تو یہ کہ قرآن بلکہ اُس کے ساتھ اپنی کتاب کے
بھی منکر ہو کر کافر ہوئے، اور میرے محض حسد اور ضد سے پیغمبرِ وقت سے
انحراف اور خلاف کیا۔

البقرة ١٨

أَحَدُهُمْ لَوْ يَعْمُرُ الْفَسَنَةَ وَمَا هُوَ بِمُزْحَرْجٍ مِنَ الْعَذَابِ

ایک ایک ان میں کا کر عمر پاوے ہزار برس اور نہیں اس کو بچانے والا عذاب سے

أَنْ يُعْمَرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ مَّا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ

اس قدر حینا اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ تو کدے جو کوئی ہونے دشمن جبریل کا سو اس نے تو

نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَ

اُنکرا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے کہ سچا بتانے والا ہے اس کلام کو جو اس کے پہلے ہے اور راہ دکھاتا ہے اور

بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ

خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو، جو کوئی ہونے دشمن اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں اور جبریل

وَمِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ

اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے اُن کا فروں کا و اور ہم نے آماں تیری طرف آیتیں

بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿۹۹﴾ أَوَلَمَّْا عٰهَدُوا عٰهَدًا اٰبَدًا

روشن اور اُنکار نہ کریں گے اُن کا مگر وہی جو نافرمان ہیں، کیا جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دیں

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلَّ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ

اُس کو ایک جماعت اُن میں سے بلکہ اُن میں اکثر یقین نہیں کرتے و اور جب پہنچا اُن کے پاس رسول

عِنْدَ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والا اُس کتاب کی جو اُن کے پاس ہے تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہل کتاب سے

كِتَابَ اللَّهِ وَرَأَوْا ظُهُورَهُمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا

کتاب اللہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں و اور پیچھے ہوئے اس علم کے جو

الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ ﴿۱۰۲﴾ وَمَا كَفَرُ سَلِيمٌ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ

پڑھتے تھے شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت و اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے

كَفَرُوا وَيَعْلَمُونَ النَّاسَ السَّحَرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

کفر کیا کہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور اُس علم کے پیچھے ہوئے جو اترادو فرشتوں پر شمر بابل میں

۱۱ **وَل** یعنی یہودیوں نے ایسے بُرے کام کئے ہیں کہ موت سے نہ مٹ سکتے ہیں اور ڈرنے ہیں کہ مرنے ہی خیر نظر نہیں آتی حتیٰ کہ مشرکین سے بھی زیادہ جینے پر حریص ہیں۔ اس سے اُن کے دعووں کی تغلیط ہو گئی۔

۱۲ **وَل** یہودی کہتے تھے کہ جبریل فرشتہ اس نبی کے پاس وحی لاتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہمارے اگلے بڑوں کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچیں۔ اگر جبریل کے بدلے اور فرشتہ وحی لائے تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے جو کچھ کرتے ہیں اللہ کے حکم سے کرتے ہیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے جو اُن کا دشمن ہے اللہ بیشک اُن کا دشمن ہے۔

۱۳ **وَل** یعنی اُن کی عادت قدیم ہے کہ جب اللہ یا رسول یا کسی شخص سے کوئی عہد قرار کرتے ہیں تو انہی میں کی ایک جماعت اس عہد کو پس پشت ڈال دیتی ہے بلکہ بہت یہودی ایسے ہیں جو تورات پر ایمان ہی نہیں رکھتے، ایسوں کو عہد شکنی میں کیا باک ہو سکتا ہے۔

۱۴ **وَل** رسول سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ما معہم سے تورات اور کتاب اللہ سے بھی تورات مراد ہے یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حالانکہ وہ تورات وغیرہ کتب کے مصدق تھے تو یہودی کی ایک جماعت نے خود تورات کو پس پشت ایسا ڈال دیا کہ گویا جانتی ہی نہیں کہ یہ کیا کتاب ہے اور اس میں کیا کیا حکم ہیں۔ سو اُن کو جب اپنی ہی کتاب پر ایمان نہیں تو ان سے آگے کو کیا امید کی جائے۔

۱۵ **وَل** یعنی اُن احمقوں نے کتاب الہی تو پس پشت ڈالی اور شیطانوں سے جادو سیکھا اور اس کی متابعت کرنے لگے۔

هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يَعْلَمَنَّ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا أَخْنُ

جن کا نام ہاروت اور ماروت ہے اور نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو جب تک یہ نہ کہتے کہ تم تو

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ

آزمائش کے لئے ہیں تو ان کا فرمت ہو پھر ان سے سیکھتے وہ ہاروت جس سے جہائی ڈالتے ہیں مرویس اور اس کی عورتیں

وَمَا لَهُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ

اور وہ اس کی نقصان نہیں کر سکتے کسی کا بے ظم اللہ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان کرے

وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ

ان، اور فائدہ دکرے اور وہ خوب جان چکے ہیں کہ جس نے اختیار کیا ہاروت کو نہیں اس کے لئے آخرت میں کچھ عتہ

وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝۱۰ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا

اور بہت ہی بڑی چیز ہے جسے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپ کو اگر ان کو سمجھ ہوتی ، اور اگر وہ ایمان لاتے

وَاتَّقُوا الْمَشُوبَةَ ۖ فَمَنْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝۱۱ يَأَيُّهَا

اور تقویٰ کرتے تو بدلہ پاتے اللہ کے ہاں سے بہتر اگر ان کو سمجھ ہوتی فل اسے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ

ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنئے رہو اور کافروں کو

عَذَابُ الْيَمِّ ۖ مَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ

عذاب ہے دریا کا دل نہیں چاہتا ان لوگوں کا جو کافر ہیں اہل کتاب میں اور مشرکوں میں اس بات کو

أَنْ يُزِيلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ

کہ اترے تم پر کوئی نیک بات تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو

يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۱۲ مَا نَسْنَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ

چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے فل جو نسخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو

بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا ۚ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۳ أَلَمْ

بھیجے نیچے اس سے بہتر یا اس کے برابر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے فل کیا

فل خلاصہ یہ کہ یہود اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ کر علم سحر کے تابع ہو گئے اور سحر لوگوں میں دو طرف سے پھیلا۔ ایک حضرت سلیمان کے عہد میں چونکہ جنات اور آدمی ملے جلے رہتے تھے تو آدمیوں نے شیطانوں سے سحر سیکھا اور نسبت کر دیا حضرت سلیمان کی طرف کہ ”ہم کو انہی سے پہنچا ہے اور ان کو علم جن اور انس پر اسی کے زور سے تھا“ سو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ ”یہ کام کفر کا ہے سلیمان کا نہیں“ دوسرے پھیلا ہاروت ماروت کی طرف سے وہ دو فرشتے تھے شہر بابل میں بصورت آدمی رہتے تھے ان کو علم سحر معلوم تھا۔ جو کوئی طالب اس کا جاتا تو اس کو روک دیتے کہ اس میں ایمان جاتا رہے گا اس پر بھی باؤ نہ آتا تو اس کو سکھادیتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کے ذریعہ سے بندوں کی آزمائش منظور تھی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے علموں سے آخرت کا کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر نقصان ہے اور دنیا میں بھی ضرر ہے اور بغیر حکم خدا کے کچھ نہیں کر سکتے اور علم دین اور علم کتاب سیکھتے تو اللہ کے ہاں ثواب پاتے۔

۲۔ یہودی اگر آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کی باتیں سنتے بعضی بات جو اچھی طرح نہ سنتے اس کو کر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے راعنا یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو یہ کلمہ ان سے سن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ بلفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو (اس کے معنی بھی یہی ہیں) اور اجتہاد ہی سے متوجہ ہو کر سنتے رہو تو مگر پوچھنا ہی نہ پڑے یہود اس لفظ کو بدلتی اور فریب سے کہتے تھے اس لفظ کو زبان دیا کہ کہتے تو ”راعنا“ ہو جاتا یعنی ہمارا چرواہا اور یہودی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے ہیں۔

۳۔ یعنی کفار یہودیوں یا مشرکین مگر قرآن کے نزول کو تم پر ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ یہود تمنا کرتے ہیں کہ نبی آخر الزماں نبی اسرائیل میں پیدا ہو اور مشرکین کہہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ہو مگر یہ تو اللہ کے فضل کی بات ہے کہ اتنی لوگوں میں نبی آخر الزماں کو پیدا فرمایا۔ ۴۔ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں بعض آیات نسخ ہوئی ہیں، اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہوتی تو جس عیب کی وجہ سے اب منسوخ ہوئی اس عیب کی خبر کیا خدا کو پہلے سے دہشتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”عجب نہ پہلی بات میں تھا بچھلی بلکہین حاکم مناسب وقت دیکھ کر جو چاہے حکم کرے اس وقت وہی مناسب تھا اور اب دوا حکم مناسب ہے۔“

تَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

جہ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور میں تمہارے واسطے اللہ کے

اللَّهُ مِنْ وَلِيِّ وَلَا تَصْیِرُ ۚ أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا

سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار وہ کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے جیسے

سُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ

سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے اس سے پہلے اور جو کوئی کفر لپیٹے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۚ وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُّوْكُمْ مِّنْ بَعْدِ

سیدھی راہ سے وہ دل چاہتا ہے بہت سے اہل کتاب کا کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان

إِنَّمَا يَكُنْ لَّكُم كُفْرًا ۚ أَحْسَدًا ۚ مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ

ہوئے پیچھے کافرانہ ہیں بسبب اپنے دلی حسد کے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا اُن پر

الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

حق وہ سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم وہ بیشک اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا

تقار رہے وہ اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیج دو گے

لَا أَنْفُسَكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

اپنے واسطے سبھلاتی پاؤ گے اُس کو اللہ کے پاس بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيرٌ ۚ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ

سب دیکھتا ہے وہ اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو ہونگے یہودی یا نصرانی وہ

تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ بَلَىٰ

یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں انہوں نے، کہہ دے لے آؤ سند اپنی اگر تم سچے ہو کیونکہ نہیں

مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ

جس نے تابع کرو یا منہ اپنا اللہ کے اور وہ نیک کام کرنیوالا ہے تو اُسی کے لئے ہے ثواب اس کا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے

وَلَیْسَ یَعْنِی اودھر تو اللہ کی قدرت و ملکیت سب پر شامل اودھر اس کی اپنے بندوں پر اعلیٰ درجہ کی عنایت تو اب مصلح اور مصلح بنوں کی اطلاع اور اُن پر قدرت کس کو ہو سکتی ہے۔ اور اس کے برابر بندوں کی غیر خواہی کون کر سکتا ہے۔

وَلَیْسَ یعنی یہودیوں کی باتوں پر ہرگز اعتماد نہ کرنا جس کی کوئی بیویوں کے شہر ڈالنے سے شہر پر لگایا وہ کافر ہوا۔ اس کی احتیاط رکھو اور یہود کے کہنے سے تم اپنے نبی کے پاس شبہ نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی کے پاس لاتے تھے۔

وَلَیْسَ یعنی بہت سے یہودیوں کو آرزو ہے کہ اسی طرح تم کو لے مسلمان پھیر کر پھر کافر بنادیں حالانکہ ان کو واضح ہو چکا ہے کہ مسلمان کا دین اُن کی کتاب، اُن کا نبی سب سچے ہیں۔

وَلَیْسَ یعنی جب تک ہمارا حکم کوئی نہ آوے اس وقت تک یہودی باتوں پر صبر کرو و سو آخر کو حکم الہی کہ یہود کو مدینہ کے گرد سے نکال دو۔

وَلَیْسَ یعنی اپنے ضعف سے تردد مت کرو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تم کو عزیز اور یہود کو ذلیل کرے گا یا یہ کہ تاخیر عجز کی وجہ سے نہیں کی جاتی۔

وَلَیْسَ یعنی ان کی ایذا پر صبر کرو اور عبادات میں مشغول رہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل ہرگز نہیں تمہاری کوئی نیک بات ضائع نہیں ہو سکتی۔

وَلَیْسَ یعنی یہودی تو کہتے ہیں کہ ہجر ہمارے کوئی جنت میں نہ جایگا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ ہجر ہمارے کوئی بہشت میں نہ جائے گا۔

كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ

اسی طرح کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے انہی کی سی بات ایک سے ہیں دل اُن کے

قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَ

میشک ہم نے بیان کر دیں نشانیاں اُن لوگوں کے واسطے جو یقین لائے ہیں بیشک ہم نے تجھ کو بھی ان کے پیچھے بھیج دیا اور

نَذِيرًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَ

ڈرانے والا اور تجھ سے پوچھ نہیں دوڑیں میں سنے والوں کی وٹ اور ہرگز راضی نہ ہونگے تجھ سے یہود اور

لَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ

نہ نصاریٰ جب تک تو تابع نہ ہو اُن کے دین کا تو کہہ دے جو راہ اللہ بتلائے وہی راہ سیدھی ہے اور

لَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ

اگر بالفرض تو نا بعداری کرے اُن کی خواہشوں کی بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں

اللَّهِ مِنْ وَرَىٰ وَلَا نَصِيرٌ ﴿٢٠﴾ الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَةٍ

اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرینوالا اور نہ مددگار وہ وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے اس کے پڑھنے کا

أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٢١﴾ يٰٓيُنَيَّ

وہی اس پر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی منکر ہوگا اس سے تو وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں وٹ اے

إِسْرَءِيلَ اذْكُرْ نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

بنی اسرائیل یاد کرو احسان ہمارے جو ہم نے تم پر کئے اور اس کو کہ تم نے تم کو بڑائی دی اہل

الْعَالَمِينَ ﴿٢٢﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

عالم پر اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی کی طرف سے ذرا بھی اور نہ قبول کیا جاوے گا

عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُ شَفَاعَةُ وَا لَهُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٢٣﴾ وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ

اس کی طرف سے بدلہ اور نہ کام آوے اس کو سفارش اور نہ اُن کو مدد پہنچے وٹ اور جب آدھا ابراہیم کو اس کے بچے

بِكَلِمَةٍ فَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ

کئی باتوں میں وٹ پھر لے دے پوری ہیں تب فرمایا میں تجھ کو کروں گا سب لوگوں کا پیشوا وٹ بولا اور میری

وَلِلَّهِ تَعَالَىٰ فَرَمَاتے کہ ”پہلے لوگوں نے بھی ایسی ہی جہالت کی بات کہی تھی یہ نئی بات نہیں اور جو یقین لانے والے ہیں اُن کے لئے ہم نے نبی کے برحق ہونے کی نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ اور جو ضد اور عداوت پر اڑ رہے ہیں وہ انکار کریں تو یہ محض عناد ہے اُن کا۔“

وٹ یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ اُن کو مسلمان کیوں نہیں کیا۔ وٹ یعنی یہود اور نصاریٰ کو امر حق سے سرکار نہیں۔ اپنی ضد پر اڑ رہے ہیں وہ کبھی تمہارا دین قبول نہ کریں گے۔ بالفرض اگر تم ہی اُن کے تابع ہو جاؤ تو خوش ہو جاؤ گے اور یہ ممکن نہیں تو اب اُن سے موافقت کی امید رکھنی چاہیئے۔

وٹ یعنی ہر زمانہ میں معتبر وہی ہدایت ہے جو اُس زمانہ کا نبی لائے سوا اب وہ طریقہ اسلام ہے نہ طریقہ یہود و نصاریٰ۔

وٹ یہ بات بطریق فرض ہے یعنی بالفرض اگر آپ ایسا کریں تو قہر الہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یا منظور تنبیہ ہے اُمت کو کہ اگر کوئی مسلمان ہو کر قرآن کو سمجھ کر دین سے پھرے گا تو اس کو عذاب سے کوئی نہ بچھڑا سکے گا۔

وٹ یہود میں تھوڑے آدمی منصف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ قرآن پر ایمان لائے (جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھی) یہ آیت انہی لوگوں کے بارے میں ہے یعنی انہوں نے تورات کو غور سے پڑھا انہی کو ایمان نصیب ہوا اور جس نے انکا کیا کتاب کا یہی اُس میں تحریف کی وہ خائب خاسر ہوئے۔

وٹ بنی اسرائیل کو جو باتیں شروع میں یاد دلائی گئیں تھیں اب اُن کے سب حالات ذکر کرنے کے بعد پھر وہی امور بغرض تاکید و تنبیہ یاد دلانے کے کہ توبہ دل نشین ہو جائیں اور ہدایت قبول کر لیں اور معلوم ہو جا کہ ہل مصلحت اس قصہ سے یہ ہے۔

وٹ جیسے حج کے افعال اور ختمہ اور حجامت اور سواک وغیرہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن احکام کو اللہ کے ارشاد کے موافق نہاں کے ساتھ نبی لائے اور سب کو پوری طرح سے ادا کیا جس پر لوگوں کے پیشوا بنائے گئے۔

وٹ یعنی تمام انبیاء تیری متابعت پر چلیں گے۔

ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۖ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

اولاد میں سے بھی فرمایا نہیں پہنچے گا میرا قرار ظالموں کو و اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ

لِّلنَّاسِ وَآمَنَّا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ

لوگوں کے واسطے اور جگہ امن کی و اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ و اور حکم کیا ہم نے

إِبْرَاهِيمَ ۖ وَإِسْمَاعِيلَ ۖ أَنَّ طَهِّرَ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ ۖ وَإِبْرَاهِيمَ

ابراہیم اور اسماعیل کو کپاک کر رکھو میرے گھر کو و واسطے طواف کرنے والوں کے اور عکاف کرنے والوں کے

الرُّكْعِ السُّجُودِ ۖ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا

اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے، اور جب کہا ابراہیم نے میرے رب بتا اس کو شہر امن کا و

وَازْنُقْ أَهْلَهُ مِنَ الشَّرِّ ۖ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ

اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لائے اللہ اور قیامت کے دن پر

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ

فرمایا اور جو کفر کریں اس کو بھی نفع پہنچاؤنگا تھوڑے دنوں پھر اس کو جبراً بلاؤنگا دوزخ کے عذاب میں اور

يُخْسِ الْمَصِيرُ ۖ وَإِذْ يُفْعَرُ إِبْرَاهِيمَ الْقَوَاعِدُ مِنَ الْبَيْتِ ۖ

وہ بُری جگہ پر رہنے کی و اور پاک کر جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۖ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا

اور دعا کرتے تھے ہمارے بزرگوار کے قبول کر ہم سے بیشک تو ہی ہر سننے والا جاننے والا و اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو

مُسْلِمِينَ لَكَ ۖ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَكَ ۖ وَإِنَّا

حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بنلہام کو

مِنَّا سَكَنًا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۖ رَبَّنَا وَ

قاعدے ج کرنے کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے تو قبول کرنے والا مہربان اے پروردگار ہمارے

أَبْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھاوے ان کو کتاب

و بنی اسرائیل اس پر بہت مغرور تھے کہ ہم اولاد ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا ہے کہ نبوت و بزرگی نبی اولاد میں رہے گی اور ہم حضرت ابراہیم کے دین پر ہیں۔ اور ان کے دین کو سب مانتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا وہ ان سے تھا جو نیک راہ پر چلیں اور حضرت ابراہیم کے دو بیٹے تھے ایک مدت تک حضرت اسحاق کی اولاد میں پیغمبری اور بزرگی رہی اب حضرت اسماعیل کی اولاد میں نبی (اور انہوں نے دونوں بیٹوں کے حق میں دعا کی تھی) اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب امتیں اس پر گزریں (وہ یہ کہ حکم اللہ ہی ہے پیغمبر کے ہاتھ اس کو قبول کرنا) اب بیطرفی مسلمانوں کا ہے اور تم اس سے پھرے ہوئے ہو۔ پہلی آیات میں اپنی نعمات بتلائے تھے اب آئے اس شب کو دفع کیا کہ نبی اسرائیل اپنے آپ کو سالے عالم کا امام اور متبوع اور سب سے افضل سمجھ کر کسی کا اتباع نہ کرتے تھے۔

فانکہ بنی اسرائیل کے واقعات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آو ان کی منفیت مذکور ہوئی اب ان کے ذکر کے ذیل میں خانہ کعبہ کی حالت اور فضیلت ان آیات میں ذکر فرمائی اور ان کے ضمن میں یہود و نصاریٰ پر الزامات بھی ہیں جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا۔

۱ یعنی ہر سال بضرع حج وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور جو وہاں جا کر ارکان حج بحال نہ ہیں وہ عذاب دوزخ سے مامون ہو جاتے ہیں یا وہاں کوئی کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔

۲ مقام ابراہیم و قحط پر چڑھ کر خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تھا۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے اور اسی پیغمبر پر کھڑے ہو کر حج کی دعوت دی تھی اور وہ جنت سے لایا گیا تھا جیسے حجر اسود۔ اب اس پیغمبر کے پاس نماز پڑھنے کا حکم ہے اور حکیم انتخابی ہے۔ ۳ یعنی وہاں ہر کام نہ کرے اور ناپاک اس کا طواف نہ کرے اور تمام الوگوں سے صاف رکھا جاوے۔

۴ حضرت ابراہیم نے بوقت بنائے کعبہ پر دعا کی کہ یہ میدان ایک شہر آباد اور مامن ہو سوایا ہی ہوا۔

۵ یعنی اس کے رہنے والے جو اہل ایمان ہوں ان کو روزی دے میموں کی اور کفار کے لئے دعا کی تاکہ وہ مقام لوٹ کفر سے پاک رہے۔

۶ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں کفار کو بھی رزق دیا جائے گا اور رزق کا حال مامت جیسا نہیں کہ اہل ایمان کے سو کسی کو مل ہی نہ سکے۔

۷ قبول کر ہم سے اس کام کو (کہ تعمیر خانہ کعبہ ہے) تو سب کی دعا مستجاب ہو اور نیت کو جاقب ہے۔

وَالْحِكْمَةُ وَبِزَكِيَّتِهِمْ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ صُطِفِئُ فِي الدُّنْيَا

اور تہ کی باتیں اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی بہت زبردست بڑی حکمت والا اور کون ہے جو پھرے ابراہیم

کے مذہب سے مگر وہی کہ جس نے اسحق بنایا اپنے آپ کو اور بیشک ہم نے ان کو منتخب کیا دنیا میں

وَلَا إِلَهَ فِي الْآخِرَةِ لِمَنِ الصَّالِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلَمْ قَالَ

اور وہ آخرت میں نیکیوں میں ہیں ، یاد کرو جب اُس کو کہا اس کے رب نے کہ تیری کربلا

أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَضَىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَيْنَهُ وَيَعْقُوبُ

کہ میں تمہارے ہوں تمام عالم کے بزرگوار کا ، اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی

بَيْنِي إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

کہ اے بیٹو بیشک اللہ نے تم کو دین تمہارا ہرگز نہ مرنے تک مسلمان

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ

کیا تم موجود تھے جس وقت قریب آئی یعقوب کے موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کس کی عبادت کرو گے

مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَإْكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

میرے بعد ہوں ہم بندگی کریں گے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادوں کے رب کی جو کہ ابراہیم اور اسماعیل

وَالصَّحْقُ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ

اور اسحق ہیں وہی ایک مہود ہے اور تم سب اسی کے فرمانبردار ہیں وہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا ، اور تم سے پوچھ نہیں ان کے کاموں کی

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

اور کہتے ہیں کہ ہو جاؤ یہودی یا نصرانی تو تم گمراہ راست وہ کہہ کہ گمراہ نہیں تھی بلکہ ابراہیم کی جو ایک ہی طرف تھا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ

اور نہ تھا مشرک کرنے والوں میں وہ تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو انزال ہم پر اور جو انزال

۱۔ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نے مانگی کہ ہماری جماعت میں ایک جماعت فرماؤ اپنی پیدا کر اور ایک رسول ان میں بھیج جو ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ایسا ہی جو ان دونوں کی اولاد میں ہو جو بزرگوار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فی نہیں آیا اس کی وجہ سے یہود کے گذشتہ خیال کا پورا رد ہو گیا۔ علم کتاب سے مراد معانی و مطالب ضروریہ ہیں جو عبادت سے واضح ہوتے ہیں اور حکمت سے مراد اسرار مخفیہ اور رموز لطیفہ ہیں۔ ۲۔ جس ملت و مذہب کا شرف مذکور ہو چکا اسی ملت کی وصیت حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کو فرمائی تو جو اس کو نہ مانے گا وہ ان کا بھی مخالف ہوگا۔ اور یہود کہتے تھے کہ حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کو یہودیت کی وصیت فرمائی سو وہ جھوٹے ہیں جیسا انکی آیت میں آتا ہے۔

۳۔ یعنی تم حضرت یعقوب کی وصیت کے وقت تو موجود بھی تھے۔ انہوں نے تو ملت انبیائے موصوفین کا ارشاد فرمایا تھا کہ تم یہ کیا کہ یہود اپنے سوا سب کو اور نصاریٰ اپنے سوا سب کو بے دین بتلانے لگے (اور مذہب حق یعنی اسلام کے دونوں مخالف ہو گئے) تمہارا افتراء ہے۔

۴۔ یہودیوں کو اور نصاریوں کو یقین تھا کہ ماں باپ کے گناہوں میں اولاد گرفتار ہوگی اور ان کے ثواب میں بھی اولاد شریک ہوگی۔ سو یہ غلط ہے اپنا کیا اپنے آگے آگے کا بھلا یا بُرا۔

۵۔ مطلب یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ ، اور نصرانی کہتے ہیں کہ نصرانی ہو جاؤ تو تم کو بدایت نصیب ہو۔

۶۔ یعنی کہ وہ اسے محمدؐ کہتے ہیں کہ تمہارا کتنا ہرگز منظور نہیں بلکہ تمہارا حق ہیں ملت ابراہیم علیہ السلام کے جو سب بڑے مذہبوں سے علیحدہ ہے۔ نہیں تھا وہ مشرک کرنے والوں میں اشارہ ہے کہ تم دونوں فرقہ مشرک میں مبتلا ہو۔ بلکہ مشرکین عرب بھی مذہب ابراہیمی کے مدعی تھے مگر وہ بھی مشرک تھے تو اس میں ان پر بھی رد ہو گیا۔ اب ان فرقوں میں برے انصاف کوئی بھی ملت ابراہیمی پر نہ رہا صرف اہل اسلام ملت ابراہیمی میں رہے۔

فائدہ ہر شریعت میں تین باتیں ہوتی ہیں۔ اول عقائد (جیسے توحید و نبوت وغیرہ) سو اس میں تو سب دین والے شریک اور موافق ہیں اختلاف ممکن ہی نہیں۔ دوسری قواعد کلیہ شریعت کہ جن سے جزئیات و فروع مسائل حاصل ہوتے ہیں اور تمام جزئیات میں وہ کلیات ملحوظ رہتے ہیں اور ملت انہی تحقیقات انہی اصول اور کلیات کا نام ہے اور ملت محمدی اور ملت ابراہیمی کا توافق و اتحاد انہی کلیات میں ہے۔ تیسرا مجموعہ کلیات و جزئیات و جمیع اصول و فروع (جس کو شریعت کہتے ہیں) جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ایک ہے اور شریعت جدا جدا۔

وَلِیَعْنِیٰ جَمِیعَ رُسُلُوں اور سب کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔
اور سب کو حق سمجھتے ہیں اور اپنے اپنے زمانہ میں سب واجب الاتباع
ہیں اور ہم خدا کے فرمانبردار ہیں جس وقت جو نبی ہوگا اُس کے ذریعہ
سے جو احکام خداوندی پہنچیں گے اُس کا اتباع ضروری ہے۔ بخلاف
اہل کتاب کے کہ اپنے دین کے سوا سب کی تکذیب کرتے ہیں، چاہے
اُن کا دین منوح ہی ہو چکا ہو اور انبیاء کے احکام کو جھٹلاتے ہیں جو
خدا کے احکام ہیں۔

وَلِیَعْنِیٰ اِنْ کِی دُشمنی اور ضد سے خوف مت کرو اللہ اُن کے شر اور مضرت
سے تمہارا حفاظ ہے۔ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ خدا سب کی
باتوں کو سننا اور سب کے حال اور نیت کو جانتا ہے۔
وَلِیَعْنِیٰ یہودی ان آیتوں سے بھر گئے اور اسلام قبول نہ کیا اور نصرا
نے بھی انکار کر دیا اور شیعی میں اگر کہنے لگے کہ ہمارے یہاں ایک رنگ
ہے جو مسلمانوں کے پاس نہیں ہے نصرا نیوں نے ایک زرد رنگ بنا
رکھا تھا اور یہودی تو تھا کہ جب اُن کے بچے پیدا ہوتا یا کوئی اُن کے دین
میں آتا تو اُس کو اُس رنگ میں غوطہ دے کر کہتے کہ خاصہ پاکیزہ
نصرانی ہو گیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! کہو ہم نے خدا کا
رنگ یعنی (دین حق) قبول کیا کہ اُس دین میں اگر سب طرح کی ناپاکی
سے پاک ہوتا ہے۔

وَلِیَعْنِیٰ اللہ تعالیٰ کی نسبت تمہارا نزاع کرنا اور تمہارا یکجہا
اُس کی عنایت و رحمت کا ہمارے سوا کوئی مستحق نہیں انویات ہے
وہ جیسا تمہارا رب ہے ہمارا بھی رب ہے اور ہم جو کچھ اعمال کرتے
ہیں خالص اسی کے لئے کرتے ہیں۔ تمہاری طرح زعم ابوا ابدال اور
تعصب و فسانیت سے نہیں کرتے پھر کیا وجہ کہ ہمارے اعمال وہ
مقبول نہ فرمائے اور تمہارے اعمال مقبول ہوں۔

وَلِیَعْنِیٰ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور دیگر انبیاء علیہم السلام
کی بابت یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے ورنہ صریح
ہے علاوہ انہیں حق تعالیٰ تو فرماتا ہے مَا کَانَ اِبْرٰهٖمَ یَهُودِیًّا
وَلَا نَصْرَانِیًّا تَوٰبِیْنَ تِلْکَ اَمْرًا عَلَیْمًا یَّہُودِیًّا یَعْنِیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو۔
وَلِیَعْنِیٰ یہاں آیت عنقریب گذر چکی ہے مگر چونکہ اہل کتاب کے دلیں اپنی
بزرگ زادگی کی وجہ سے خوب جم رہا تھا کہ ہمارے اعمال کیسے ہی
بڑے ہوں بالآخر ہمارے باپ دادا ہم کو ضرور بخشوائیں گے۔ اس
لئے اس یہود و خیال کے دکنے کے لئے تاکید اُس آیت کو مکرر بیان
فرمایا، یوں کہو کہ پہلی آیت میں اہل کتاب کو خطاب تھا اور اس
آیت میں آپ کی اُمت کو ہے کہ اس یہود و خیال میں ان کا اتباع
نہ کریں کیونکہ ایسی توقع اپنے بزرگوں سے ہر کسی کے دل میں آ ہی
جاتی ہے جو سراسر بیوقوفی ہے۔ اب اس کے بعد یہود وغیرہ کی
دوسری بیوقوفی کی اطلاع دی جاتی ہے جو بنسبت تنویل قبلہ عنقریب
ظاہر ہونے والی ہے۔

اِلٰی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ وَمَا اُوْتِیَ

ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو ملا

مُوسٰی وَعِیْسٰی وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّہُمْ لَا تَفْرِقْ بَیْنَ اَحَدٍ

موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے اُن سب میں سے

مِّنْہُمْ وَنَحْنُ لَہُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝۱۳۰ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُ بِہٖ فَقَدْ

ایک میں بھی اور ہم اسی پروردگار کے فرمانبردار ہیں سو اگر وہ بھی ایمان لائیں جس طرح میں ایمان لائے ہدایت

اٰهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّا ہُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَاَسَیْکُمْ فِیْہُمْ اللّٰہُ وَ

پائی انہوں نے بھی اور اگر پھر جاویں تو پھر وہی ہیں ضد پر سواب کافی ہے تیری طرف اُن کو اللہ

ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۱۳۱ صِبْغَةَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنْ اللّٰہِ صِبْغَةً

اور وہی ہے سننے والا جاننے والا وہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے

وَنَحْنُ لَہٗ عٰیْدُوْنَ ۝۱۳۲ قُلْ اَتُحِبُّ الْجُوْدَ فِی اللّٰہِ وَہُوَ رُبُّنَا وَرَبُّکُمْ

اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں وہ کہہ دے کیا تم مجھ کو کہتے ہو جسے اللہ کی نسبت مال کو دینا خوب ہمارا اور رب تمہارا

وَلٰنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ وَنَحْنُ لَہٗ خٰصُّوْنَ ۝۱۳۳ اَمْ تَقُوْلُوْنَ

اور ہمارے کو نہیں ملے تو تمہارے کو نہیں ملے اور ہم تو خاص اسی کے ہیں وہ کیا تم کہتے ہو

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا ہُودًا

کہ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اس کی اولاد تو یہودی تھے

اَوْ نَصْرَانِیِّ ۚ قُلْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمَ اللّٰہُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِّنْ کُتْمِ شَہَادَۃٍ عِنْدَ

یا نصرانی کہہ دے کہ تم کو زیادہ خبر ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے چھپائی وہ گواہی جو ثابت ہو چکی

مِّنَ اللّٰہِ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۴ تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا

اس کو اللہ کی طرف اور اللہ بخیر نہیں تمہارے کاموں سے وہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی اُنکے واسطے ہے

کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَلَا تَسْأَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۵

جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ پوچھ نہیں ان کے کاموں کی وہ